37

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

5 تا 11 اکتوبر 2006ء

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

کتاب اور الکتاب

نبی اکرم ﷺ کی اطاعت سے گریز

روزہ اور ضبطِ نفس

حطین کا فیصلہ کن معرکہ

غیرت سے محروم......

انقلاب کی راہ اپنایئے

توہین رسالت

جنرل پرویز مشرف کے امریکی خیالات

خودنوشت

دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

امرِ الٰہی کی تعمیل کا نام روزہ ہے

روزہ دراصل امر الٰہی کی تعمیل کا نام ہے۔ جس طرح فجر کے بعد کھانے پینے اور خواہشات کی تکمیل کی ممانعت ہے، خواہ کتنی ہی بھوک پیاس لگے، اور طبیعت پر کیسا ہی تقاضا ہو، اسی طرح غروب آفتاب کے بعد کھانے پینے سے احتراز کی بھی ممانعت ہے، خواہ زہدوترک دنیا کے جذبات اس وقت کتنے ہی طاقت ور کیوں نہ ہوں۔ فیصلہ نفس پر، خواہشات پر اور ذوقِ عبادت پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہوگا اور اس حکم سے سرتابی اللہ کے سامنے بہادری دکھانے اور دین کے ساتھ کشمکش کے مترادف سمجھی جائے گی۔ روزہ دار اپنی خواہشات سے جتنا آزاد ہوگا، حکم الٰہی، شریعت الٰہی کا جتنا پابند اور مشیت الٰہی پر جتنا راضی ہوگا، اسی قدر اپنی عبودیت میں سچا اور انانیت سے پاک سمجھا جائے گا۔

حضرت مجدّد الفِ ثانیؒ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

''سحور میں تاخیر اور افطار میں تعجیل سے روزہ دار کا عجز واحتیاج اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے اور یہ بات اس کی عبدیت کے عین مطابق ہے اور اس کے حکم کو پورا کرتی ہے۔''

ارکانِ اربعہ

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

سورۃ المائدہ

(آیات:8تا11)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ؗ وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؗ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿۹﴾ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ﴿۱۰﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ فَكَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾﴾

''اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو۔ اور اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے' اُن سے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اُن کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا' وہ جہنمی ہیں۔ اے ایمان والو! اللہ نے جو تم پر احسان کیا ہے اس کو یاد کرو' جب ایک جماعت نے ارادہ کیا کہ تم پر دست درازی کریں تو اُس نے اُن کے ہاتھ روک دیئے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسا رکھنا چاہیے۔''

سورۃ النساء کی آیت نمبر 135 ہی کا مضمون یہاں سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 8 میں بیان ہو رہا ہے۔ وہاں ''كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ'' تھا۔ یہاں ''كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ'' ہے۔ الفاظ بتا رہے ہیں گویا اللہ اور قسط مترادف الفاظ ہیں۔ اللہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ قسط کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ کے گواہ بن جاؤ۔ قسط کے گواہ بن جاؤ۔ اس کا دوسرا مفہوم جو آج ہمارے سامنے آ رہا ہے وہ یہ ہے کہ معاشرے میں عدل کا قیام انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ ہر انسان انصاف چاہتا ہے۔ آج پوری نوع انسانی انصاف کی تلاش میں ہے۔ انسانیت بادشاہت سے نجات حاصل کر کے جمہوریت کی طرف آئی' تاکہ غلامی سے نجات ملے مگر اُس کے نتیجے میں سرمایہ داریت (Capitalism) کی لعنت میں گرفتار ہو گئی' اس سے چھٹکارا پانے کے لئے Communism کے قریب ہوئی تو وہاں بھی dictatorship مسلط پائی۔ گویا ع است از یک بند تا افتاد در بند دگر ایک قید سے نجات پائی تو دوسری میں گرفتار ہو گئی۔ مگر فطرت کا تقاضا تو عدل ہی ہے۔ اس تقاضے کو اسلام کا عادلانہ نظام ہی پورا کرتا ہے۔ انسان کی عبدیت کا تقاضا ہے کہ اللہ کے ساتھ وفاداری کا رشتہ جوڑے۔ جو بھی میسر وسائل و ذرائع اور قوت ہے' اُن سب کو جمع کر کے اللہ کے لئے کھڑا ہو جائے یعنی اس کے دین کے گواہ بنے اور انصاف و قسط قائم کرے۔ انسان کو عدل و انصاف سے روکنے والی چیز ذاتی مفاد ہے۔ اپنے خلاف یا والدین کے خلاف کیسے فیصلہ دیا جائے۔ مگر حق بات تو یہی ہے کہ گواہی سچی دو' خواہ تمہارے اپنے خلاف ہو یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں کے خلاف ہو۔ پھر دوسری چیز دشمنی ہے جو سچی گواہی سے باز رکھتی ہے۔ تو حکم یہ ہے کہ کسی قوم کی دشمنی بھی تمہیں عدل و قسط کے قیام سے نہ روکے۔ عدل سے کام لو' یہی تقویٰ کے قریب ہے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو' بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ یہ جو بار بار آتا ہے' اللہ دیکھ رہا ہے' باخبر ہے' تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تم سے تمہارے اعمال کا حساب لے گا۔ تمہیں اس کے حضور اپنے ہر عمل کی جواب دہی کرنا ہو گی۔ تمہارا کوئی عمل اُس کے علم سے خارج نہیں۔ لہٰذا ہر وقت چوکنے اور چوکس رہو۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ اُن لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور جو لوگ انکار کریں اور ہماری آیات کو جھٹلائیں وہ دوزخ والے ہیں۔

غزوۂ احزاب کے بعد کفار پیچ و تاب کھا رہے تھے اور دوبارہ حملہ کرنے کا سوچ رہے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ اُن کے دلوں پر رعب پڑ گیا چنانچہ انہیں مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو اپنی طرف سے مسلمانوں پر انعام بتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے اہل ایمان! اللہ کی اس نعمت کو یاد کیجئے جو اُس نے تمہارے اوپر بھیجی جب ایک قوم نے تمہاری طرف اپنے ہاتھ بڑھانے کا ارادہ کیا تھا۔ اللہ نے اُن کے ہاتھ روک دیئے۔

صلح حدیبیہ کے وقت بھی قریش بہت بے چین تھے۔ اُن کے نوجوانوں کا خون کھول رہا تھا اور وہ بہرصورت مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ مگر بہت ہی سوچ بچار کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ وہ مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے، گویا اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ روک دیئے۔ اور اہل ایمان کو تو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے۔

فرمانِ نبویؐ

منافقت کی موت

چودھری رحمت اللہ بر

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :((مَنْ مَّاتَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰی شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ)) (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اس حال میں انتقال کیا کہ نہ تو کبھی جہاد میں عملی حصہ لیا اور نہ کبھی جہاد کو سوچا (یعنی نہ اس کی نیت کی) تو اس نے ایک قسم کی منافقت کی حالت میں انتقال کیا۔''

تشریح: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد ایمانِ صادق کے لوازم میں سے ہے' اور سچے پکے مؤمن وہی ہیں جن کی زندگی اور جن کے اعمالنامہ میں جہاد بھی ہو (اگر عملی جہاد نہ ہو تو کم از کم اس کا جذبہ اور اس کی نیت اور تمنا ضرور ہو) پس جو شخص دنیا سے اس حال میں گیا کہ نہ تو اس نے جہاد میں عملی حصہ لیا اور نہ جہاد کی نیت اور تمنا ہی کبھی کی تو وہ ''مؤمن صادق'' کی حالت میں دنیا سے نہیں گیا بلکہ ایک درجہ کی منافقت کی حالت میں گیا۔ بس یہی اس حدیث کا پیغام اور مدعا ہے۔

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب اور الکتاب

لیجئے ہمارے کمانڈو صدر کارگل کی برف پوش چوٹیوں کو روندتے ہوئے نیب زدہ حقیقی جمہوریت کا تماشا دنیا کو دکھاتے ہوئے صاحب کتاب بھی ہو گئے ہیں۔ اِس کتاب کی تقریب رونمائی امریکہ میں منعقد ہوئی' کہ پاکستان جیسا پسماندہ ملک ایسی روشن خیالی کا متحمل نہیں ہوسکتا تھا۔ کیونکہ اُس پر بہرحال مملکت خداداد اور اسلامی جمہوریہ ہونے کی تہمت ہے۔ صدر نے واشگاف الفاظ میں امریکیوں کو بتایا ہے کہ وہ بچپن میں کس قدر روشن خیال تھے۔ ایک زمانہ تھا لوگ پی ٹی وی کے ڈراموں پر تنقید کیا کرتے تھے کہ شریف خاندان کے مرد اور خواتین اکٹھے بیٹھ کر یہ ڈرامے نہیں دیکھ سکتے' اب وہ اجتماعی طور پر خبرنامہ بھی نہیں دیکھ سکتے کہ اِس میں روشن خیال صدر کے بچپن کے کارنامے سنائے جاتے ہیں۔ ہم اِس پر تبصرہ کرنے سے اس لئے قاصر ہیں کہ ہمیں تشہیر فاحشہ سے حکماً روک دیا گیا ہے۔ البتہ یہ کہنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ گناہ تو تب بھی گناہ ہے اگر سات پردوں میں کیا جائے لیکن وہی گناہ سرعام کرنا یا اللہ رب العزت نے گناہ پر پردہ ڈال دیا ہو اور آدمی وہ پردہ خود چاک کرتا پھرے تو یہ گناہ اعلان بغاوت کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایسی بغاوت سے محفوظ رکھے اور توبہ کی توفیق دے لیکن یہ فراموش نہیں کیا جانا چاہیے کہ گناہ پر اصرار اور اُس کی تکرار سے توبہ کی توفیق سلب ہو جاتی ہے۔ ہم اللہ رب العزت کے حضور دعا گو ہیں کہ کسی مسلمان پر یہ وقت نہ آئے۔ (آمین یا رب العالمین)

حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ کتاب نے ہر سچے مسلمان اور جذبہ حب الوطنی سے سرشار پاکستانی کا سر شرم سے جھکا دیا ہے۔ ہم نے علی الاعلان کہہ دیا ہے کہ پیسہ اور صرف پیسہ ہمارا دھرم ہے۔ ہم حقیقت میں ''ڈالر کے بندے'' ہیں۔ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو کافروں اور دشمنوں کے حوالے کر کے مال کھرا کر لیتے ہیں۔ صدر صاحب اپنی کتاب میں رقم طراز ہیں' وہ عبدالقدیر خان جسے قوم محسن پاکستان اور محافظ پاکستان کہتی ہے' جسے قوم ہیرو کا درجہ دیتی ہے' بڑا گھٹیا انسان ہے۔ وہ موت کا سوداگر ہے۔ اُس نے عالم پناہ کے دشمنوں کو وہ ہتھیار بنانے کی ترغیب وتشویک دلائی جو صرف دشمنانِ اسلام کا حق ہے۔ خصوصاً ایران جو اسلامی ملک ہوتے ہوئے عالم پناہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی جرأت کرتا ہے' اُسے ایٹمی ٹیکنالوجی منتقل کر کے عظیم اور ناقابلِ معافی جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ وہ تو ملک اور قوم کا دشمن بھی ہے کہ اُس نے اِس معاملے میں بھارت کی رہنمائی بھی کی ہے۔ یہ کتاب ہمیں بتاتی ہے کہ ہم پاکستانی انتہائی بزدل قوم ہیں۔ ہمیں زندگی اور سامان زندگی سے اتنی محبت ہے اور موت سے ہم اِس قدر کوخوفزدہ ہیں کہ کوئی بھی ہمیں پتھر کے دور میں دھکیلنے کی دھمکی دے کر اپنے دینی بھائیوں پر شب خون مارنے پر رضامند کر سکتا ہے۔ ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں' چاہے اِس کے لئے ہمیں مسلمانوں کے بدترین دشمن کا دست و بازو ہی کیوں نہ بننا پڑے۔

اِس کتاب کے اقتباسات اخبارات میں پڑھ کر ہم صدر مملکت کو یاد دلانا چاہیں گے کہ ہمارے بزرگ جنہوں نے جان مال اور عزت وعصمت کی قربانی دے کر یہ ملک حاصل کیا تھا وہ اِسے مملکت خداداد کہا کرتے تھے۔ ہمارے آئین میں اِس ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ بانی پاکستان نے واشگاف الفاظ میں کہا تھا کہ پاکستان کا دستور چودہ سو سال پہلے قرآن پاک کی صورت میں نازل ہو چکا ہے۔ مصوّرِ پاکستان نے ہندوستان کے شمال مغرب میں اسلامی ریاست کا خواب اِس لیے دیکھا تھا تاکہ دورِ ملوکیت میں اسلام کے چہرے پر پڑنے والے داغ دھوئے جاسکیں اور اسلام کے روشن چہرے کو بے نقاب کیا جاسکے۔ صدرِ محترم! تحریکِ پاکستان کے دوران لگنے والا مقبول ترین نعرہ پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ آج بھی ہماری فضاؤں میں گونج رہا ہے۔ صدر محترم جان کی امان پائیں یا نہ پائیں' ہم یہ کلمہ حق کہنے سے گریز نہیں کریں گے کہ اِس کتاب کے مندرجات سے اسلام اور پاکستان دشمنی کی بو آتی ہے۔ ہم پھانسی کے تختے پر بھی اپنی تمام جسمانی قوت کو مجتمع کر کے یہ نعرہ لگائیں گے کہ پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا اور پاکستان کا وجود اور اُس کی بقا اسلام کی محتاج ہے۔ رہ گیا سوال امریکہ سے ذاتی دوستی کا تو اُس نے اپنے انتہائی قریبی دوست

(باقی صفحہ 19 پر)

تا خلافت کی بناء' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 15 — 5 تا 11 اکتوبر 2006ء — 11 تا 17 رمضان المبارک 1427ھ — شمارہ 37

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور۔54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔54700
فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......250 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اُنتالیسویں غزل

(بالِ جبریل' حصّہ دوم)

تازہ پھر دانشِ حاضر نے کیا سحرِ قدیم — گذر اس عہد میں ممکن نہیں بے چوبِ کلیم!
عقل عیّار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے — عشق بے چارہ نہ مُلّا ہے' نہ زاہد' نہ حکیم!
عیشِ منزل ہے غریبانِ محبت پہ حرام — سب مسافر ہیں بظاہر نظر آتے ہیں مقیم!
ہے گراں سیر غمِ راحلہ و زاد سے تُو — کوہ و دریا سے گذر سکتے ہیں مانندِ نسیم!
مردِ درویش کا سرمایہ ہے آزادی و مرگ! — ہے کسی اور کی خاطر یہ نصابِ زر و سیم!

1۔ دانشِ حاضر: یہ اقبال کی مشہور اصطلاح ہے' مراد ہے مغرب کی سائنس اور فلسفہ جو لادینی پر مبنی ہے۔ ''سحرِ قدیم'' میں تلمیح ہے' ساحرانِ مصر و شام و عراق کی طرف۔ ''چوبِ کلیم'' سے مُراد ہے عصائے موسوی' جس میں ہر قسم کے طلسم اور عصا کو باطل کر دینے کی تاثیر موجود تھی' اور اُسی کی مدد سے حضرت موسیٰؑ فرعون اور اُس کے ساحروں پر غالب آئے تھے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح پہلے زمانے میں نمرود اور فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا' اسی طرح موجودہ زمانے میں بھی مدعیان الوہیت پیدا ہو گئے (جو سائنس اور ٹیکنالوجی کو اپنا سہارا سمجھتے ہیں)' لہٰذا مسلمانوں کو لازم ہے کہ ان دشمنانِ اسلام کی سرکوبی کے لیے اپنے آپ کو عصائے موسوی سے مسلّح کر لیں۔

2۔ شعر تو نہایت آسان ہے' لیکن اقبال نے اسلوب بیان ایسا اختیار کیا ہے کہ شعر میں بڑی دلکشی پیدا ہو گئی ہے' یعنی یہ کہنے کی بجائے کہ عشق عیار نہیں ہے' یہ کہا کہ عشق نہ مُلا ہے نہ زاہد ہے نہ فلسفی ہے' اور اس طرح مُلّا اور زاہد پر جو طنز کیا ہے' اُس نے شعر کا لطف دوبالا کر دیا ہے۔ عشق اور عقل کا موازنہ اقبال کا محبوب موضوع ہے۔

3۔ دنیا میں لوگ مُقیم نظر آتے ہیں' لیکن غور سے دیکھو تو کوئی بھی مقیم نہیں ہے۔ سب مسافر ہیں۔ اس کے دو مطلب ہیں۔ پہلا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کسی کو ہمیشگی یا دوام حاصل نہیں ہے۔ کوئی شخص ہمیشہ زندہ نہیں رہے گا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ کائنات میں کسی چیز کو سکون یا قرار نہیں ہے۔ ہر چیز' ہر وقت تغیر کی حالت میں ہے' اور جو شے بظاہر ساکن یا جامد نظر آتی ہے' وہ بھی اندرونی طور پر متحرک اور متغیر ہے' مثلاً مکان' پتھر' درخت' ستارے' سورج۔

4۔ انسان اس دنیا میں علائق میں منہمک ہونے کی وجہ سے روحانی ترقی نہیں کر سکتا۔ ''گراں سیر'' کے لغوی معنی ہیں وہ شخص جو بہت آہستہ آہستہ راستہ طے کرے' لیکن اگر انسان مادیات اور دنیوی علائق سے قطع تعلق کر لے تو وہ بادِ نسیم کی مانند پہاڑوں اور دریاؤں کو یعنی دنیاوی مشکلات کو نہایت آسانی کے ساتھ عبور کر سکتا ہے۔

5۔ یہ شعر حاصلِ غزل ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ شریعت نے نصابِ زر و سیم' سونے چاندی کا پیمانہ ہم جیسے ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کے لیے مقرر کیا ہے (جن کا ایمان کمزور ہے) ورنہ مومن تو زر و سیم کی محبت سے بالکل پاک ہوتا ہے اور دولت سے بے نیاز ہوتا ہے۔ وہ اپنے پاس سونا یا چاندی رکھتا ہی نہیں جو سال بھر کے بعد اُس پر زکوٰۃ کا نصاب لازم آئے۔ اُس کا اصل سرمایہ روپیہ' ڈالر یا پونڈ کی صورت میں نہیں ہوتا' بلکہ اُس کا اصل سرمایہ آزادی یا میدانِ جہاد میں شہادت ہے' اور یہ وہ سرمایہ یعنی سامانِ حیات ہے' جس پر کسی قسم کی زکوٰۃ عائد نہیں ہو سکتی۔ ''نصابِ زر و سیم'' فقہ کی اصطلاح ہے یعنی سونے چاندی کی وہ مقدار جو اگر کسی شخص کے پاس' اُس کی ضروریات سے زائد' ایک سال تک رہے تو پھر اُس پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ یہ مقدار ڈھائی فی صد ہے جو اللہ کی راہ میں دینا لازمی ہے۔

واضح ہو کہ زکوٰۃ کا منکر اُسی طرح کافر ہے جس طرح رسالت کا منکر کافر ہے۔ چنانچہ خلیفۂ دوم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف باقاعدہ جہاد کیا تھا' جیسا کہ کافروں کے خلاف کیا جاتا تھا۔

منبر و محراب

نفاق کی ایک اہم علامت

نبی اکرم ﷺ کی اطاعت سے گریز

سورۃ النساء کی آیات 142 تا 147 کا مطالعہ

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے خطاب جمعہ کی تلخیص

گزشتہ تین نشستوں میں سورۃ المنافقون کے حوالے سے حقیقت نفاق' نفاق کا اصل سبب' اس بیماری کی نوعیت اور اس سے بچاؤ کے طریقہ پر گفتگو چل رہی ہے۔ آج چوتھی نشست میں اسی موضوع کو آگے بڑھائیں گے۔ پچھلی مرتبہ مرض نفاق کی وضاحت کے لیے سورۃ النساء کی آیات 136 تا 143 کا مطالعہ کیا تھا۔ سورۃ النساء میں یہ مضمون ابھی آگے آیات 144 سے 147 تک چل رہا ہے۔ لہٰذا ربطِ مضمون کے لیے پچھلی دو آیات کو جوڑ کر آج کا مطالعہ شروع کرتے ہیں۔

﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴾ (النساء)

''منافق (ان چالوں سے اپنے نزدیک) اللہ کو دھوکا دیتے ہیں (یہ اُس کو کیا دھوکا دیں گے) وہ انہیں کو دھوکے میں ڈالنے والا ہے اور جب یہ نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو سست اور کاہل ہو کر (صرف) لوگوں کے دکھانے کو اور اللہ کی یاد نہیں کرتے مگر بہت کم۔''

یہاں میں چاہوں گا کہ تھوڑا سا اس بات کو واضح کیا جائے کہ منافقین کیا دھوکہ دینا چاہ رہے تھے۔ دراصل وہ اپنی جان و مال کا تحفظ چاہتے تھے' قربانیوں سے بچنا چاہتے تھے۔ جبکہ جو سچے مسلمان تھے وہ تو نبیا کرم ﷺ کے ایک اشارے پر گردن کٹانے کے لیے تیار ہوتے تھے۔ سخت سے سخت مرحلہ بھی ان کے پائے استقامت میں لغزش پیدا نہیں کر سکتا تھا۔

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

اس کے برعکس سچے اہل ایمان کا معاملہ یہ تھا۔ ہرچہ باداباد۔

((اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا))

(حٰم السجدہ:30)

''بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر جم گئے۔''

اب جو کچھ بھی ہو' اب جو مشکل ہو' جو آزمائش ہو' جس امتحان سے گزرنا پڑے' ہر قربانی دینے کے لیے تیار رہتے۔ اس کے برعکس منافقین کے دلوں سے دنیا کی محبت نہیں نکلی تھی۔ ایمان تو لے آئے لیکن دنیا کی محبت' مال کی محبت' اپنے آپ کو بچانے اور اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے ہر دم کوشاں رہتے تھے۔ اُن کے طرزِ عمل کی سورۃ الحج کی اس آیت میں نشاندہی کی گئی ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ﴾

(الحج:11)

> کہا جارہا ہے کہ ہم امریکہ کو اجازت نہیں دیں گے کہ وہ پاکستان کی حدود میں کارروائی کر سکے' اور امریکہ دھڑلے سے کہہ رہا ہے کہ ہم کارروائی کریں گے۔ یہ سب کیا ہے؟ یہ ہمارے قومی جرائم کی سزا ہے

''اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو کنارے پر (کھڑا ہو کر) اللہ کی عبادت کرتا ہے۔''

یعنی منافقین کا حال یہ ہے کہ وہ اللہ کی بندگی کرتے ہیں۔ اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار تو رکھنا چاہتے ہیں۔ اسلام کا دامن بھی ہاتھ سے چھوڑنا نہیں چاہتے مگر کنارے کنارے رہ کر یعنی منجدھار میں کودنے کو تیار نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنے مفادات کے تحفظ کے ساتھ ساتھ اسلام سے اپنی وابستگی برقرار رکھنے کے لیے یہ پالیسی اپنائی تھی کہ جب قربانی کا مرحلہ آتا تھا تو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آ کر کوئی بہانہ یا عذر پیش کر دیتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ یہ جانتے ہوئے کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں ان کے عذر کو قبول فرما لیتے تھے۔ منافقین اسے بہت بڑی کامیابی سمجھتے تھے کہ وہ اپنا جان و مال بچانے اور دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گئے۔ اس لیے فرمایا:

﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ﴾

''منافق (ان چالوں سے اپنے نزدیک) اللہ کو دھوکا دیتے ہیں (یہ اُس کو کیا دھوکا دیں گے) وہ انہیں کو دھوکے میں ڈالنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے انہیں خود فریبی میں مبتلا کر دیا۔ اور وہ دھوکہ کیا ہے۔ جیسے مچھلی کانٹے میں پھنس جاتی ہے' تو اس کو ڈھیل دی جاتی ہے۔ وہ سمجھتی ہے کہ اب مجھے ڈھیل مل رہی ہے تو میں آزاد ہوں۔ جتنی ڈھیل اسے ملتی ہے اتنا ہی وہ دھوکے میں آتی ہے لیکن پھر یکا یک ڈور کھینچ لی جاتی ہے' منافقین اسی طرح خود فریبی کا شکار ہیں۔ البتہ اسلام سے اپنی وابستگی ظاہر کرنے کے لیے نماز میں انہیں آنا پڑتا تھا۔ لیکن نماز میں ان کی جو کیفیت ہوتی تھی اس کا یہاں تذکرہ کیا جارہا ہے:

﴿وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ﴾

''جب کھڑے ہوتے ہیں نماز کے لیے تو بڑی کسل مندی کے ساتھ''

اللہ تعالیٰ علیمٌ بذات الصدور ہے۔ وہ نماز میں شامل تو ہو جاتے تھے مگر دلی آمادگی کے ساتھ نہیں آتے تھے' بلکہ دل پہ جبر کر کے آتے تھے۔ اس لیے کہ اگر نماز نہ پڑھیں تو پھر ان کا دعویٰ ایمان ہی مشکوک ہو جاتا۔ افسوس آج کل یہ معاملہ نہیں رہا۔ آج کل آپ نماز نہ بھی پڑھیں تو آپ کے اسلام اور ایمان کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں صرف تین فیصد لوگ ہیں جو پنجگانہ نماز پابندی سے پڑھتے ہیں۔ بہرکیف منافقین کا معاملہ یہ تھا کہ وہ اپنے اسلام اور ایمان کے اظہار کے لیے نماز پڑھتے تھے۔ آگے اسی بات کا ذکر ہے:

﴿یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴾

''(وہ نماز پڑھتے تھے) لوگوں کے دکھانے کو اور اللہ کی یاد نہیں کرتے مگر بہت کم۔''

سورۃ النساء میں منافقین کے مرض کے حوالے سے ایک

اوراہم بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ اطاعت رسول ﷺ سے ان کی جان نکلتی تھی۔ نبی اکرم ﷺ کی شخصی اطاعت ان پر بڑی گراں گزرتی تھی' اس لیے کہ بار بار مطالبہ تو نبی اکرم ﷺ کی طرف سے آ رہا تھا۔ چنانچہ وہ کہتے تھے کہ آپ نے قتال شروع کر دیا اور قرآن میں اس کے لیے ایک آیت بھی نازل نہیں ہوئی' پہلے ہمیں آیت دکھایئے۔ آج بھی کچھ ''دانشور'' یہی کہتے ہیں کہ جو چیز قرآن میں نہیں ہے اس میں نبی اکرم ﷺ کو کچھ کہنے کا حق نہیں ہے۔ (معاذ اللہ) حالانکہ قرآن ہی میں ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝﴾ (النجم)

''اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں' یہ (قرآن) تو حکمِ اللہ ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔''

آپؐ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ رہے بلکہ آپؐ کے حکم کو اللہ نے وحی قرار دیا ہے۔ آج بھی کچھ ایسے گمراہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اگر کسی ایسی بات کے بارے میں اگر حکم دے رہے ہیں جس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے' مثلاً داڑھی کا ذکر قرآن میں نہیں ہے تو معاذ اللہ ان کے یہ احکامات ہمارے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ اس لیے کہ قرآن نے اس موضوع کو چھیڑا نہیں۔ بہرکیف اس کو پہچانیے' یہ مرض وہی ہے۔ منافقین چاہتے تھے آپؐ ہمیں قتال کا حکم دے رہے ہیں جبکہ قرآن میں ابھی نہیں آیا۔ نبی اکرم ﷺ کی شخصی اطاعت سے گریز نفاق کا ایک بہت بڑا مظہر اور بہت بڑی علامت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی شخصی اطاعت انہیں بہت بھاری لگتی تھی۔ چنانچہ اس سورۂ مبارکہ میں بار بار اطاعت رسول ﷺ کی تاکید ہے۔

﴿وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط﴾ (النساء:64)

''اور ہم نے جو پیغمبر بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے۔''

اس چکر میں مت پڑو کہ کیا چیز قرآن میں اور کیا نہیں ہے۔ ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے وہ اس فیصلے کے ساتھ بھیجا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ اللہ کے حکم سے رسول ﷺ کی ہر بات ماننی پڑے گی۔ یہ اللہ کا فیصلہ ہے۔

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء:80)

''جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

اتنی وضاحت کے بعد بھی اگر آنکھوں پر پٹی بندھی رہے تو پھر ان کا کوئی علاج نہیں۔ ایمان کے لئے تو ضروری ہے کہ وہ آپؐ کے فیصلوں کو دل وجان سے تسلیم کریں:

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝﴾

''اے نبی ﷺ! قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ صاحب ایمان نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے تمام جھگڑوں اور تنازعوں میں آپؐ ہی کو حکم نہ بنالیں۔ اور پھر جو فیصلہ آپ صادر فرمائیں اس پر اپنے دل میں کوئی تنگی بھی محسوس نہ کریں۔''

اگر دل میں تنگی بھی محسوس کر رہے ہیں چاہے زبان سے مان رہے ہوں' اور دل میں گراں گزر رہا ہے' تب بھی ان کا ایمان نہیں ہے۔ جب تک پورے طور پر نبی کے سامنے سرِ تسلیم خم نہیں کرتے اس کے بغیر اللہ کے ہاں ان کا ایمان معتبر نہیں ہے۔ یہ ہے اطاعت رسول ﷺ کا مقام۔ لہٰذا اس سورت میں جہاں سب سے زیادہ تذکرہ منافقین کا ہے' وہاں سب سے زیادہ زور اطاعت رسول ﷺ پر دیا گیا ہے۔ اب آگے چلیے۔ آیت نمبر 143 میں فرمایا:

﴿ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ق لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ط وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝﴾ (النساء)

''بیچ پڑے لٹک رہے ہیں نہ اُن کی طرف (ہوتے ہیں) نہ اِن کی طرف۔ اور جس کو اللہ بھٹکائے تو تم اس کے لئے کبھی بھی راستہ نہ پاؤ گے۔''

منافقین اللہ کے دشمنوں کے ساتھ بھی گٹھ جوڑ قائم رکھنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ بھی تعلق برقرار رہے' ہمارا اسلام بھی معتبر رہے۔ اسلام کا مطلب تو یہ ہے کہ جو اللہ کا حکم ہے' جو رسول ﷺ کا فرمان ہے' اس پر سرِ تسلیم خم کیا جائے۔ اب چاہے اس میں مال کی قربانی آتی ہو' چاہے جان کی قربانی دینی پڑے' اگر اس سے گریز کیا تو یہ اسلام کے منافی ہے۔

اللہ نے بتا دیا یہ طرزِ عمل بہت بڑی گمراہی ہے۔ اور جو اس گمراہی کا شکار ہو جائے گا اس کے لیے اب واپسی کا راستہ نہیں' کوئی انہیں راہ ہدایت پر نہیں لا سکتا۔ ایک خاص وقت تک اللہ تعالیٰ درِ توبہ کھلا رکھتا ہے۔ لیکن اس کے بعد دلوں پر مہر کر دی جاتی ہے۔

اب آگے بڑھیے' سورۃ النساء کی اگلی دو آیات میں منافقین کا ایک اور روگ بیان کیا گیا ہے۔ اور مسلمانوں کو اس سے روکا گیا۔ فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ط﴾

''اے اہل ایمان! کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ' سچے اہل ایمان کو چھوڑ کر۔''

یہ کیوں روکا جا رہا ہے۔ اس لیے کہ یہ مرض نفاق کی بہت بڑی علامت ہے۔ چونکہ منافقین کے پیش نظر مفادات کا تحفظ ہے۔ چاہتے ہیں کہ یہاں کی آسائشیں' یہاں کی سہولتیں' یہاں کی مراعات بھی نہ چھوٹیں۔ خود کو بچانے کے لیے اور اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے وہ یہود ونصاریٰ کے ساتھ جو اللہ کے دشمن ہیں' دوستیاں گانٹھ بیٹھتے ہیں۔ ملا عبدالسلام ضعیف' افغانستان کے سابق سفیر کی آپ بیتی پڑھ کر دل خون کے

پریس ریلیز

روزہ کے ذریعے انسان دن کے وقت حلال چیزوں سے اجتناب کر کے محرمات سے بچنے کی ٹریننگ حاصل کرتا ہے۔

حافظ عاکف سعید

رمضان المبارک میں دن کے روزہ اور رات کے قیام کا مقصد تربیت و تزکیۂ نفس اور روحانی ترقی کا حصول ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دار السلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ دن کے وقت روزہ کے ذریعے انسان حلال چیزوں سے اجتناب کر کے دراصل محرمات سے بچنے کی ٹریننگ حاصل کرتا ہے جبکہ رات کا قابل ذکر حصہ اگر قرآن حکیم پر غور و تدبر کے ساتھ گزارا جائے تو کلام الٰہی کے انوار و برکات سے روح کو جلا ملتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ماہِ مبارک دین پر ثابت قدم رہنے کا درس دیتا ہے۔ اس ماہ مبارک میں امراء کو محتاجوں کے دکھ درد سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔ اگر اس ماہ مبارک کو قرآن و حدیث میں بیان کردہ تقاضوں کے مطابق گزارا جائے تو اللہ کی رحمتوں اور نیکیوں کو سمیٹنے کا اس سے بہتر کوئی موقع نہیں ہو سکتا۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت' تنظیم اسلامی' پاکستان)

آنسو روتا ہے کہ ان کے ساتھ ہم نے کیا معاملہ کیا۔ کس طریقے سے ہم نے سب سفارتی اصولوں' آداب اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو روندتے ہوئے اللہ کے وفادار' مخلص بندے کو اللہ کے دشمنوں کے حوالے کیا۔ حالانکہ ان کے پاس پاکستان کا ویزا تھا۔ وہ ایک سٹیٹ کا سفارتکار تھا اور یہاں پر پاکستان کی امانت تھا' لیکن کس ڈھٹائی کے ساتھ ان کو دشمنوں کے حوالے کیا گیا ہے۔ یہ آیت اسی طرزِ عمل کی طرف اشارہ کر رہی ہے جو ہم نے ملا عبدالسلام ضعیف کے ساتھ اختیار کیا۔

﴿ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴾

''کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کی طرف سے ایک صریح الزام لے لو۔''

اللہ کا درِ توبہ کھلا ہوا ہے۔ اُس کی رحمت ہمیں آوازیں دے رہی ہے۔ آؤ اس راستے کی طرف کہ یہ وہ راستہ ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ درست اور سیدھا ہے۔ اس پر چلو' اسی میں تمہاری نجات ہے۔

تاکہ تم پر اللہ تعالیٰ کا قانون عذاب لاگو ہو جائے۔ اللہ کے دشمنوں کے ساتھ وفاداری کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ ہم امریکہ کو اجازت نہیں دیں گے کہ وہ پاکستان کی حدود میں کارروائی کر سکے' اور امریکہ دھڑلے سے کہہ رہا ہے کہ ہم کارروائی کریں گے۔ یہ سب کیا ہے؟ یہ ہمارے قومی جرائم کی سزا ہے۔ ہم نے دین کو قائم نہیں کیا جس کی سزا یہ ملی کہ آج ہم سے زیادہ کمزور کوئی نہیں ہے۔ دشمن جو چاہے ہم سے کروا لے۔ وہ حدیث میں پہلے بھی آپ کو سنا چکا ہوں۔

''جو کسی فاسق کے ساتھ (اللہ کے باغی کے ساتھ) ایک قدم بھی چلتا ہے' اس پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے۔ اور اللہ کے غضب سے عرش تھرتھرا اُٹھتا ہے۔'' جو کچھ ہم نے کیا اس پر کس درجے اللہ کا عرش تھرتھرایا ہوگا' اہل دل ہی اس کا کچھ اندازہ کر سکتے ہیں۔

آگے فرمایا:

﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴾

''کچھ شک نہیں کہ منافقین آگ (جہنم) کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوں گے۔ اور تم نہیں پاؤ گے ان کے لیے کوئی مددگار۔''

کفار کے مقابلے میں اللہ کا غضب ان پر زیادہ بھڑک رہا ہے۔ یہ زیادہ بڑی سزا کے مستحق ہیں۔

سورۃ الحدید میں ہے:

﴿يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ﴾ (آیت:14)

''(منافقین) چلائیں گے اے مسلمانو! دیکھو کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہیں تھے۔''

اب یہ کیا ہو رہا ہے۔ ہم بھی مسلمان تھے' تمہارے ساتھ نماز بھی پڑھتے تھے' کہیں کوئی آسان مہم ہوتی تھی تو جہاد کے لیے بھی نکل کھڑے ہوتے تھے' جہاں جان کا اندیشہ نہ ہو اور مال غنیمت کی زیادہ توقع ہو۔ آج ہمارا انجام بدترین کفار کے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔

﴿ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴾ (النساء)

''ہاں جنہوں نے توبہ کی اور اپنی حالت کو درست کیا اور اللہ (کی رسی) کو مضبوط پکڑا اور خاص اللہ کے فرمانبردار ہو گئے' یہ لوگ (اللہ کے نزدیک) سچے اہل ایمان میں شامل ہوں گے اور جلد ہی اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم سے نوازے گا''۔

بعض تو وہ ہیں جو اپنی کج روی کے حوالے سے اس آخری منزل کو پہنچ چکے کہ اب توبہ کی توفیق سلب ہو گئی' اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی' لیکن ابھی کچھ درمیانے رستے میں ہیں' ان کے لیے موقع ہے۔ اللہ تعالیٰ آنکھیں کھول رہا ہے تاکہ ایسے لوگوں کو ہوش آ جائے' انہیں احساس ہو کہ ہم غلط راستے پر چل رہے ہیں۔ پس جو لوگ اپنی اصلاح کر لیں ان کے بارے میں فرمایا کہ اللہ انہیں اہل ایمان میں شامل کر دے گا اور اجر عظیم سے نوازے گا۔

آخر میں بڑی Appealing بات فرمائی:

﴿ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴾

''اللہ کو کیا لینا ہے تمہیں عذاب دے کر اگر تم اللہ کی شکرگزاری کی روش اختیار کرو اور اس پر ایمان اور یقین رکھو۔ اللہ تعالیٰ قدر دان ہے' صاحب علم ہے۔''

یہ خطاب سب مسلمانوں سے ہے۔ ان میں مخلص بھی ہیں' ان میں کچے پکے بھی ہیں۔ ان میں وہ بھی ہیں جو نفاق کے رستے پر نکل کھڑے ہوئے۔ فرمایا کہ یہ چند روزہ زندگی ہے۔ اس میں اللہ کے مخلص اور وفادار بن کر رہو۔ اللہ خود نہیں چاہتا کہ تمہیں عذاب سے دوچار کرے' وہ رحمان اور رحیم ہے لیکن اس نے اصول بنا دیے ہیں۔ اب تم خود اپنے آپ کو عذاب کا مستحق بنا دو تو اور بات ہے۔ ع ''ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں!'' اس کا درِ توبہ کھلا ہوا ہے۔ اس کی رحمت ہمیں آوازیں دے رہی ہے۔ آؤ اس راستے کی طرف اور یہ وہ راستہ ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ درست اور صحیح راستہ ہے۔ جو عقل و فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ اس پر چلو کیونکہ بندے کی وفاداری کا اللہ سے زیادہ کوئی قدر دان نہیں۔

نفاق کے حوالے سے کچھ گفتگو باقی ہے وہ انشاء اللہ آگے جاری رہے گی۔

اس کے بعد امیر محترم نے پوپ کے بیان پر بھرپور تبصرہ فرمایا' جو ندائے خلافت کے شمارہ 36 میں پریس ریلیز کی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔ (مرتب: فرقان دانش خان)

رفقاء و احباب مطلع رہیں'

ان شاء اللہ العزیز تنظیم اسلامی کا کُل پاکستان

سالانہ اجتماع عام

12 تا 14 نومبر 2006' (بروز اتوار' سوموار' منگل) فردوسی فارم' سادھوکے میں منعقد ہوگا

رفقاء سے ابھی سے ان تین ایام کو اللہ کے لئے خالص کر لینے کی درخواست ہے۔

(المعلن: ناظم اعلیٰ' تنظیم اسلامی پاکستان)

روزہ اور ضبطِ نفس

شیخ عمر فاروق

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"روزہ دار نہ تو برائی اور بے حیائی کے کام کرے اور نہ ہی شور وشغب کرے اور اگر کوئی اسے گالی گلوچ دے یا لڑنا چاہے تو کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں (دبی زبان سے الفاظ ادا کر کے یا ویسے ہی دل میں خیال کر کے فسادیوں سے الگ ہوجائے)"

(متفق علیہ)

انسان کا تمام تر شرف وکمال اس کے عمدہ اخلاق اور پاکیزہ عادات کی وجہ سے ہے۔ اچھی خوبیوں میں ضبطِ نفس بہت بڑی خوبی ہے۔ ضبطِ نفس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک اچھا انسان غم و غصہ کی حالت میں' دکھ درد میں' مصائب وآلام میں اور بھوک پیاس کی شدت میں بے صبرا اور بے قابو نہیں ہو جاتا' بلکہ وہ صبر وسکون اور ضبط وتحمل سے کام لیتا ہے' غیظ وغضب کی حالت میں دوسروں کو معاف کر دیتا ہے۔ مصائب اور تکالیف کو خندہ پیشانی سے سہتا ہے۔ امراضِ جسمانی اور عوارضاتِ بدنی کو صبر وثبات سے برداشت کرتا ہے۔ جہاد اور ہجرت کے مواقع پر بھوک اور پیاس کی تکالیف اٹھاتا ہے۔ یہی خوبی جہادِ زندگی میں اسے کامیابی سے ہمکنار کرتی ہے۔

دراصل زندگی کا کمال نفس کو قابو کرنے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اور شاید دنیا میں انسان کے لئے سب سے موذی اور تکلیف دہ چیز نفس کا بے قابو اور بے لگام ہونا ہے۔ نفس کی سرکشی فتنہ و فساد کا موجب ہوتی ہے' قتل وغارت گری کا بازار گرم ہوجاتا ہے۔ غم وغصہ کے شرارے بھڑکنے لگتے ہیں اور برائی' بے حیائی کی آگ پھیل جاتی ہے۔ پھر انسان کی بستیاں درندگی کا نقشہ پیش کرتی ہیں بلکہ انہیں بھی مات کر جاتی ہیں۔ کرۂ ارض پر جس قدر فساد اور تباہ کاریاں ہوئیں یا ہو رہی ہیں اس میں خباثتِ نفس ہی کا عمل دخل ہے۔ اگر یہ نفس درست ہوجائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور اگر یہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو اس طرح سمجھایا ہے:

((اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ)) (سنن ابن ماجہ)

"بے شک جسم میں ایک ایسا لوتھڑا ہے کہ جس کے سدھرنے سے سارا جسم سدھر جاتا ہے اور جس کے بگڑنے سے سارا جسم بگڑ جاتا ہے' جان لو کہ وہ دل ہے۔"

حقیقت میں بہادری اور عزیمت تو اس شخص کی ہے جو طیش اور غصے میں اپنے نفس کو قابو رکھتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَۃِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَہٗ عِنْدَ الْغَضَبِ))

(متفق علیہ)

"پہلوان وہ نہیں ہے جو دوسروں کو پچھاڑ دے بلکہ حقیقی پہلوان تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے غصے پر قابو رکھے۔"

> روزہ ڈھال ہے مگر جس طرح میدانِ جنگ میں ڈھال اسے ہی فائدہ دیتی ہے جو اسے استعمال میں لائے' اسی طرح روزہ بھی اس شخص کے لئے ڈھال بنے گا جو اپنا محاسبہ اور نگرانی کرتا رہے اور ہر وقت اللہ کا خوف رکھتے ہوئے اپنا روزہ پورا کرے

یہی ایسا بہادر اور جوانمرد ہے جو دنیا کی مؤذی ترین چیز کو زیر کرلیتا ہے۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے ؎

نہنگ واژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

آیئے...... اب دیکھیں کہ روزہ ضبطِ نفس کی تربیت کیسے کرتا ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ روزہ ایسی مخفی عبادت ہے کہ جس کا راز بندے اور اس کے رب کے درمیان ہوتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ لوگوں کے سامنے سحری و افطاری کا انتظام ہوتا ہے اور کوئی شخص افرادِ خانہ کے سامنے ہی ان اوقات میں خورونوش کرتا ہے مگر دن بھر علیحدگی میں کھانے پینے کے بہت سے مواقع میسر آسکتے ہیں کہ سوائے علیم وخبیر پروردگار کے کسی کو خبر بھی نہیں ہوسکتی مثلاً غسل خانے میں نہاتے ہوئے پانی پیا جا سکتا ہے یا اپنے مطالعہ کے کمرے میں کھایا جا سکتا ہے' مگر کوئی روزہ دار ایسا نہیں کرتا ہے۔ اس لیے کہ اس کا یہ عقیدہ اور یقین ہے کہ اس کا رب اسے دیکھ رہا ہے اور یہی وہ احسان کا مرتبہ ہے جس پر بندۂ مومن فائز ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ)) (متفق علیہ)

"(احسان یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کی بندگی اس طرح کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

روزہ اسی جذبۂ احسان کو پروان چڑھاتا ہے اور ہر لمحہ روزہ اس کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ دیکھو مولا ومالک کی رضا کے لئے تم نے رزقِ حلال کو چھوڑ رکھا ہے' حرام باتوں کو بدرجۂ اولیٰ ترک کردو' وہ جھوٹ بولنے کا ارادہ کرتا ہے تو روزہ اسے جھنجھوڑتا ہے کہ دیکھو تمہارے اجروثواب میں کمی واقع ہوجائے گی۔ اس خیال کے آتے ہی وہ جھوٹ سے بچ جاتا ہے۔ وہ کسی کو دھوکہ دینے کا خیال کرتا ہے تو روزہ اسے متنبہ کرتا ہے کہ یہ گناہ کا کام ہے۔ دل میں احساسِ شرمساری پیدا ہوتے ہی وہ اس گناہ سے بچ جاتا ہے۔

روزہ کی مسلسل تربیت سے نفس میں نکھار پیدا ہوتا چلا جاتا ہے' اس لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ)) (صحیح البخاری)

"روزہ ڈھال ہے"

جس طرح کہ میدانِ جنگ میں دشمن سے بچاؤ کے لئے ڈھال کام کرتی ہے' اسی طرح روزہ بندۂ مؤمن کو برائیوں اور بے حیائیوں سے روکنے کے لئے ڈھال کا کام دیتا ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ روزہ رکھنے کے باوجود ہم سے کئی لغزشیں اور خطائیں سرزد ہوتی ہیں' مثلاً روزہ بھی رکھتے ہیں اور ناپ تول میں خیانت کرتے ہیں' یا روزہ بھی رکھتے ہیں اور دوسروں کے حقوق کو پورا نہیں کرتے وغیرہ۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ میدانِ جنگ میں ڈھال اسے ہی فائدہ دیتی ہے جو اسے استعمال میں لائے' اسی طرح روزہ بھی اس شخص کے لئے ڈھال بنے گا جو اپنا محاسبہ اور نگرانی کرتا رہے اور ہر وقت اللہ کا خوف رکھتے ہوئے اپنا روزہ پورا کرے۔ نبی مکرم ﷺ نے یہی حقیقت ارشاد فرمائی ہے:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)) (متفق علیہ)

''جس شخص نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے اس کے پچھلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔''

ایمان اور احتساب کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین کے ساتھ اپنے روزے کی ہر طرح سے حفاظت کی جائے۔ زبان و بیان' دست و بازو اور نظر وفکر کی لغزشوں اور کوتاہیوں سے اپنے آپ کو حتیٰ المقدور بچایا جائے۔ ہر آن اور ہر لحہ اپنے ربّ پر نظر رہے کہ وہ میرے ہر کام کو دیکھ رہا ہے۔ میرے نیک اعمال پر وہ مجھے جزا اور برے اعمال پر سزا دے گا۔ اس احساس کے قوی ہوتے ہی وہ نیکیوں کا راستہ اختیار کر لیتا ہے اور برائیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ یہ ایمان و احتساب کی راہ ہے۔ قرآن حکیم میں جہاں روزوں کی فرضیت کا ذکر ہے وہاں اس کا مقصد اور نتائج وثمرات بھی بتائے گئے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ (البقرہ)

''مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے' تاکہ تم پرہیزگار بنو۔''

معلوم یہ ہوا کہ جب بندۂ مومن روزوں کو ایمان اور احتساب سے پورا کرتا ہے تو وہ دولتِ تقویٰ سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ تقویٰ یعنی ہر وقت اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں سمایا رہنا اسے گناہوں سے دور رکھتا ہے۔ ضبطِ نفس کی خوبی اسی سے پیدا ہوتی ہے۔ جب اللہ کا خوف دل میں سمایا رہے تو وہ کسی پر ظلم و زیادتی نہیں کرتا بلکہ دوسروں کی غلطیوں پر عفو و درگزر سے کام لیتا ہے۔ دکھوں اور تکلیفوں میں وہ اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کی رحمت و مدد کا طلب گار رہتا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہر سال رمضان آتا ہے اور چلا جاتا ہے' کیا ہم اس کے فیوض و برکات سے فائدہ اٹھاتے ہیں؟ کیا ہماری زندگیوں میں کوئی انقلاب رونما ہوتا ہے؟ اس کا جواب ہمارے حالات سے مل جائے گا۔ ہماری معاشرتی زندگی میں اسلامی اخلاق و آداب ناپید ہو چکے ہیں' یہاں تک کہ انسانیت کی کوئی رمق نظر نہیں آتی ہے۔

مسلم معاشرہ جس میں اتفاق واتحاد' اخوت ومحبت ہمدردی وغمخواری اور احسان و مروّت کے پھول کھلتے ہیں اب ہماری کوتاہیوں اور بدعملیوں کی وجہ سے وہاں افتراق ونفاق' حسد وبغض' عداوت و بغاوت اور نفرت و کدورت کے کانٹے بکھرے ہوئے ہیں۔ ہمارے اس معاشرے میں قتل و غارت' چوری و ڈکیتی' لوٹ مار' بچوں کا اغوا' خواتین کی عزتیں لٹنا' رشوت' اقربا نوازی اور چور بازاری ایسی بری عادتیں عام ہیں' پھر بھی ہم مسلمان' بلکہ مومن بنے پھرتے ہیں۔

بقول الطاف حسین حالیؔ

وہ ملت کہ گردوں پہ جس کا قدم تھا
ہر اک کھونٹ میں جس کا برپا علم تھا
وہ فرقہ جو آفاق میں محترم تھا
وہ امت لقب جس کا خیر الامم تھا
نشاں اس کا باقی ہے صرف اس قدر یاں
کہ گنتے ہیں اپنے کو ہم بھی مسلماں

اسی صوم و صلوٰۃ نے نبی مکرم رسول معظم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں انقلاب پیدا کیا تھا۔ ان کے آپس میں مہر ومحبت اور اتفاق واتحاد نے انہیں ایسا مضبوط بنا دیا تھا کہ اللہ کی رحمت سے انہوں نے چاردانگ عالم میں حق وصداقت کا ڈنکا بجایا تھا اور اہل دنیا کو امن وسلامتی سے آشنا کیا تھا۔ مگر کیا بات ہے کہ اسی صوم وصلوٰۃ سے ہماری زندگیوں میں کوئی تبدیلی نہیں آرہی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہماری عبادات حقیقی روح سے خالی ہیں۔ ع

رہ گئی رسم اذاں روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا' تلقینِ غزالی نہ رہی

اے رب کریم! اپنی بے پایاں رحمتوں سے ہماری بگڑی ہوئی حالت سنوار دے۔ ہمیں علم وعمل کی وہی تابانی عطا فرما جو تو نے ہمارے اسلاف کو عطا فرمائی تھی۔ آمین!

لمحۂ فکریہ

یارب! یہ کیسی بستی ہے!

سردار اعوان

مملکت خداداد پاکستان کو دنیا میں دو لحاظ سے منفرد حیثیت حاصل ہے۔ ایک اس کے وجود کو لاحق خطرات اور دوسرے یہاں کے حکمران طبقے سے انسانی جانوں کو لاحق خطرات۔ اس کے وجود کو لاحق خطرات کا سلسلہ اس کے وجود میں آتے ہی شروع ہو گیا تھا' جن کی بنا پر کچھ ہی عرصہ بعد اس کا ایک بازو کاٹ کر الگ کر دیا گیا۔ لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ الگ ہونے والا بازو خطرات سے باہر آ گیا۔ جبکہ باقی ماندہ پاکستان ہنوز روزِ اوّل کی طرح نت نئے خطرات سے دوچار ہے' جن میں اسے پتھر کے دور میں دھکیل دیئے جانے کا خطرہ سرفہرست ہے۔

لیکن سب سے زیادہ المیہ کا باعث مقتدر قوتوں سے انسانی جانوں کو لاحق خطرات ہیں جو اس کے وجود میں آنے سے متصلاً قبل شروع ہو گئے تھے۔ اور ان میں لاکھوں انسانی جانوں کا ضیاع ہوا تھا۔ ہماری سوئی قسمت یا اعمال بد کی سزا ہے کہ یہ سلسلہ کسی نہ کسی شکل میں مسلسل جاری ہے۔ اور ان میں بھی غالباً سب سے زیادہ تکلیف دہ وہ واقعات ہیں جن میں کچھ لوگوں کو خفیہ طور پر پکڑ کر امریکہ کے حوالہ کیا گیا تھا اور ان کے بدلہ میں امریکہ سے ڈالر وصول کئے گئے تھے۔

ان واقعات میں سب سے اندوہناک واقعہ عافیہ صدیقی کا ہے جنہیں مارچ 2003ء میں تین بچوں سمیت کراچی سے غالباً راولپنڈی جاتے ہوئے راستہ میں اغوا کر لیا گیا تھا۔ حال ہی میں ایک اخبار میں شائع ہونے والی رپورٹ کے مطابق وہ بگرام کی امریکی جیل میں قید ہے اور اپنا ذہنی توازن کھو چکی ہے اور چلنے پھرنے سے معذور ہے' جبکہ اس کے بچوں کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ بگرام جیل میں اس پر اس قدر تشدد کیا گیا کہ وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھی۔ اس پر وہ تمام حربے آزمائے گئے جو مردوں پر آزمائے جاتے تھے۔ اس کی چیخوں سے جیل کی بلند وبالا دیواریں تک کانپ جاتی تھیں اور جیل میں قید لوگ دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ! اس خاتون کو موت دے دے۔

عافیہ صدیقی پاکستانی نژاد امریکی خاتون ہیں۔ وہ یونیورسٹی میں سکارف پہنتی تھی اور راسخ العقیدہ مسلمان ہیں۔ اس نے دنیا کے بہترین ادارے ایم۔ آئی۔ ٹی سے تعلیم حاصل کی تھی۔ اس پر الزام عائد کیا گیا تھا کہ اس نے القاعدہ کو مالی امداد فراہم کی تھی اور اس مقصد کے لئے وہ 2001ء میں لائبیریا بھی گئی تھی جبکہ اس کے وکیل کا دعویٰ تھا کہ ان دنوں وہ بوسٹن میں موجود تھی اور یہ امر وہ ثابت کر سکتی ہے۔ مگر اس پر مقدمہ چلانے کی نوبت ہی نہیں آئی۔

عافیہ کے خاوند کو جب معلوم ہوا کہ وہ ایف۔ بی۔ آئی کو مطلوب ہے تو اس نے اسے طلاق دے دی اور ان کی والدہ اور دیگر عزیز واقارب نے خفیہ اداروں کے ڈر سے اپنی زبان بند رکھنے پر اکتفا کیا۔

اسے بھی ستم ظریفی کہہ لیں کہ پہلے اسلام کے نام پر لوگوں کی جانیں تلف ہوئیں اور اب ''روشن خیال اعتدال پسندی'' کے نام پر ہو رہی ہے۔

حطین کا فیصلہ کن معرکہ

یروشلم کا نوجوان اور مجذوم عیسائی بادشاہ فی الواقع کام کاج کے لائق نہ رہا تھا اور اُس نے خود ہی یروشلم کو اپنے لیے رکھ کر باقی مملکت پر اپنے بہنوئی گوئی ڈی نورگنن کو نائب السلطنت مقرر کیا۔ لیکن لوگ گوئی سے خوش نہ تھے۔ خصوصاً طرابلس کا والی ریمنڈ سخت ناراض تھا' کیونکہ وہ اس عہدے اور امتیاز کو اپنا حق سمجھتا تھا۔ خود بالڈون بھی گوئی سے ناراض ہوگیا۔ عیسائی امراء کی ایک کونسل میں یہ فیصلہ ہوا کہ بالڈون اپنے کم سن بھانجے کو اپنا جانشین مقرر کرے اور اپنے ہاتھ سے تاج پہنائے۔ چنانچہ اُس نے اپنی بہن سائبلا کے خورد سال لڑکے کو' جو اُس کے پہلے خاوند سے تھا' تاج پہنا دیا اور اُس کی کم سنی میں ریمنڈ (والئی طرابلس) دس برس کے لیے نائب الریاست مقرر ہوا۔ بالڈون نے اپنی اُس ناراضی کے سبب' جو اُسے گوئی سے تھی' اپنی بہن کا نکاح گوئی سے فسخ کرنا چاہا۔ اور اِس مقصد کے لیے اپنے بہنوئی گوئی کو طلب کیا' لیکن وہ اپنی بیوی کو لے کر عسقلان چلا گیا اور جب بادشاہ بالڈون وہاں پہنچا تو اُس پر قلعے کے دروازے بند کر دیے۔ بالڈون اور بھی طیش میں آ کر یافہ چلا گیا اور عکہ میں بڑی کونسل منعقد کی۔ کونسل میں گوئی کے دوستوں نے اُسے معاف کرنے کی درخواست کی' جس کو بالڈون نے نامنظور کیا۔

سلطان سے صلیبی امراء کی خفیہ خط وکتابت

گوئی نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو لُوٹ کر' اور اُن میں سے چند کو قتل کرا کر' جو شاہی حفاظت اور پناہ میں تھے' بادشاہ کو اور بھی ناراض کر دیا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ بادشاہ اور ریمنڈ ایک طرف ہوگئے اور گوئی اور ہمفری دوسری طرف (جس کا ذکر پچھلی قسط میں آ چکا ہے)۔ گوئی اور ہمفری نے سلطان صلاح الدین ایوبی سے خفیہ خط وکتابت کر کے' اپنے مفاد اور سلامتی کے لیے اُس سے صلح کرنے کی کوشش کی۔ اُدھر علّہ کی بڑی کونسل میں تمام عیسائی امراء نے بالاتفاق یہ تجویز پیش کی کہ تمام شاہانِ یورپ سے امداد اور کمک کے لیے اپیل کی جائے۔

چنانچہ بطریق ہرل کلئیس اور دونوں گرینڈ ماسٹروں کو پوپ کے پاس بھیجا گیا کہ پوپ لُوسی ایس ثالث کونسل کی سفارش کی تائید کریں اور تمام یورپ سے امداد کے لیے کہیں۔ بطریق اور گرینڈ ماسٹر یورپ میں نئی صلیبی جنگ کے لیے مذہبی وعظ کہتے اور امداد مانگتے پھر رہے تھے کہ بالڈون چہارم' یروشلم کا بادشاہ فوت ہوگیا۔ والئی طرابلس ریمنڈ نے سلطان ایوبی سے آئندہ چار سال کے لیے صلح نامہ کر لینے سے عیسائیوں میں بہت شہرت حاصل کر لی تھی' لیکن گوئی کے ساتھ ساتھ ریمنڈ کا ایک اور مخالف کھڑا ہوگیا تھا۔ یہ شخص جیرارڈ ی تھا جو ایک فرانسیسی نائٹ تھا اور رفتہ رفتہ ترقی کر کے فرقہ ٹمپلر کا گرینڈ ماسٹر ہوگیا تھا۔ عیسائیوں کی مصیبت اور خرابی کا وقت قریب آ رہا تھا اور اسے مزید قریب ہمفری لایا۔ اُس نے بھی سلطان ایوبی سے صلح کی درخواست کی تھی' اور جہاں سلطان نے دوسرے عیسائی امراء کے ساتھ صلح کی تھی' ہمفری کے ساتھ بھی کر لی تھی' لیکن یہ بدکردار شخص اپنی سازشی سرگرمیوں سے باز آنے والا نہ تھا۔ اُس نے مسلمانوں کے ایک قافلے پر حملہ کیا اور لُوٹ لیا۔ اس قافلے کو لوٹنا گویا یروشلم کی تباہی کا سبب بنا۔ صلاح الدین ایوبی نے جہاد کا اعلان کر دیا۔

> یوری صلیبی فوج صلیب کی لکڑی کو مسلمانوں کے قبضے سے نکلوانے کے لیے ٹوٹ پڑی۔ حطین کی زمین کشتوں کے پشتوں سے بھر گئی۔ خون کا دریا بہہ نکلا۔ تیس ہزار صلیبی فوج کے خون سے زمین رنگی گئی

عیسائیوں نے سلطان ایوبی کی فوج سے زبردست شکست کھائی۔ یکم مئی 1187ء کو یہ جنگ ہوئی اور تمام عیسائی فوج میں سے صرف تین شخص زندہ بچ کر واپس گئے۔ غرض یہ عیسائیوں ہی کی بدعہدی تھی' جس نے سلطان کو پھر ہتھیار اٹھانے پر مجبور کیا اور وہ 13 مارچ 1187ء یکم محرم 583ھ کو دمشق سے ایک بڑا لشکر لے کر نکلا۔ سلطان کی ہمشیرہ اور اُس کا بھانجا حُسام الدین حاجیوں کی جماعت کے ساتھ آنے والے تھے اور اُس شریر ہمفری سے' جو حجاج کے قافلے لُوٹتا تھا' خوف تھا کہ اُن کو تکلیف نہ پہنچے۔ چنانچہ سلطان بصرہ جا کر وہاں مقیم ہوگیا' اور جب حجاج کے کارواں بخیر وعافیت پہنچ گئے' تو ان سے ملاقات کر کے کرک پر جا اُترا۔ اس کے نواح میں صلیبی طاقتوں کو کمزور کرتا ہوا اپریل کے وسط میں مقام عُشترا پر جا پہنچا۔ وہاں ملک افضل اور مظفر الدین اپنے اپنے فوجیوں کے ہمراہ شامل ہوئے اور دوسرے علاقوں سے جو فوجیں روانہ ہوئی تھیں' وہ بھی اُسی جگہ پہنچ گئیں۔ آئندہ ماہ افواج کو ترتیب دے کر اور اُن پر عہدے دار مقرر کر کے' جمعہ کے دن' بعد نماز جُمعہ فتح ونصرت کی دُعائیں مانگیں' جیسا کہ ہمیشہ سے اِس کا دستور تھا۔ فوج کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور دشمن سے مقابلہ جوئی کے لیے نکلا۔

عیسائیوں نے اُس شکست سے' جو چند ماہ پہلے سلطان ایوبی کی فوج سے کھائی تھی' اپنے لیے مفید سبق حاصل کر لیا تھا' اور وہ بقول مچاڈ یہ کہ: ''اِس فاش شکست نے عیسائیوں کی باہمی نااتفاقی کو رفع کر دیا۔'' بادشاہ اور ریمنڈ ایک دوسرے سے راضی ہوگئے' اور ریمنڈ جب یروشلم پہنچا تو بادشاہ گوئی بھی اُس سے نہایت خلوص اور محبت سے ملا' اور مجمع عام میں دونوں نے مصافحہ کیا اور بغل گیر ہوئے۔ مصیبت اور ضرورت کے وقت عیسائی ہمیشہ متفق ہو جایا کرتے ہیں۔ اُس وقت بھی یہی کیفیت تھی۔ وہ سب سلطان ایوبی کی فوج کشی کی خبریں سُن چکے تھے۔ اُن سب نے مل کر یروشلم میں ایک بہت بڑا جلسۂ عام منعقد کیا۔ سب نے اتفاق رائے ظاہر کیا۔ صلیب کی لکڑی جو عیسائیوں میں جوش پیدا کرنے کا ایک یقینی ذریعہ تھی' باہر نکال کر دکھائی گئی' اور پھر اُسے صفوریہ کے میدان میں' جہاں عیسائی فوجیں اکٹھی ہو رہی تھیں' لے گئے۔'' عیسائیوں کی تواریخ میں لکھا ہے کہ ساٹھ ہزار سے زیادہ صلیبی صفوریہ میں خیمہ زن تھے۔

حطین کا فیصلہ کن معرکہ

سلطان صلاح الدین ایوبی نے عیسائیوں کے بڑے اجتماع کی خبر سُن کر اُدھر ہی کا رُخ کیا اور بحیرہ طبریہ کے غربی پہاڑ پر اُن کے قریب جا اُترا۔ سلطان منتظر تھا کہ صلیبی فوجیں اُس کی آمد کی خبر پا کر جنگ کے لیے نکلیں گی' مگر انہوں نے اپنے مقام سے ذرا بھی جنبش نہ کی۔ اس پر سلطان نے اپنی فوج کے بڑے حصے کو تو وہیں رہنے دیا اور خود ایک حصہ فوج ساتھ لے کر طبریہ کی طرف چلا گیا اور بڑی عجلت اور پھرتی سے طبریہ کا قلعہ توڑ کر فتح کر لیا۔ طبریہ کی فتح کا حال جب صلیبیوں نے سُنا تو اُن میں تابِ ضبط نہ رہی' اور طبریہ چھڑوانے کے لیے انہوں نے اپنی جگہ سے حرکت کی۔ سلطان اِسی انتظار میں تھا۔ عیسائی فوج کی حرکت کی خبر پا کر طبریہ سے ہٹ آیا اور دشمن کے مقابلے پر آ کھڑا ہوا۔ سلطان نے اپنی فوج کو طبریہ کے پہاڑ کی بلندی پر اِس طرح سے آراستہ کیا تھا کہ صلیبی فوج تین اطراف سے گِھر گئی۔ اُنہوں نے باہمی مشورے سے یہ فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کی فوج کی صفوں کو چیر کر یرون کے کناروں تک اپنا راستہ کھول لیں۔ اِس ارادے سے صلیبی فوج نے بڑھنا شروع کیا اور مسلمانوں نے اطراف کی

حطین کی فتح کے بعد سلطان یروشلم کے بادشاہ گوئی سے نرمی سے پیش آیا' مگر ہمفری کو' جو حرمین شریفین پر حملہ کرنے کو گیا تھا' اور آنحضرت ﷺ کی نسبت گستاخانہ اور ناشائستہ کلمات کہے تھے' قتل کر دیا۔

بلندی پر سے تیر برسانے شروع کر دیئے' اور جب صلیبی فوج کچھ دُور تک جا چکی تو سلطان بذاتِ خود ایک حصہ فوج کو لے کر بلندی سے نیچے اُتر آیا اور عیسائی فوج کا راستہ روک کر اُس کے مقابلے میں جم گیا اور سواروں کو آگے بڑھا کر صلیبیوں پر پے در پے حملے کرنے شروع کیے۔ ہر نئے حملے میں صلیبی فوج کے پاؤں اکھڑ جاتے تھے' مگر صلیب کی لکڑی جو فوج کے آگے تھی' اُن کے جوش و خروش کو تازہ کر کے پھر لگا لیتی تھی اور وہیں کٹ کٹ کر گرتے جاتے تھے۔ مسلمان سواروں کے تیز حملوں کا کوئی چیز مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ وہ دشمن کی صفیں چیر پھاڑ کر نکل جاتے تھے اور دُور دُور تک صلیبیوں کے پیغام پہنچا آتے تھے۔ بقول مجاہد مسلمانوں کی یہ کیفیت تھی:

''فتح مسلمانوں کی طرف مائل ہو چکی تھی' لیکن رات نے دونوں فوجوں کو اپنے تاریک پردوں کے نیچے چھپا لیا' اور فوجیں اسی طرح ہتھیار پہنے ہوئے جہاں تھیں' صبح کے انتظار میں پڑی رہیں۔

ایسی قیامت کی رات میں آرام کس کو نصیب ہو سکتا تھا۔ سلطان تمام رات فوج کو جنگ کے لیے برانگیختہ کرتا رہا۔ نہایت پُر جوش الفاظ میں اُن کی ہمت اور حوصلہ بڑھانے کی کوشش کی۔ تیراندازوں میں چار چار سو تیر تقسیم کر کے اُن کو ایسے مقامات پر متعین کیا کہ عیسائی فوج ان کے احاطے سے نہ نکل سکے۔''

مجاہد صلیبیوں کی حالت کے بارے میں لکھتا ہے:

''انہوں نے تاریکی سے یہ فائدہ اٹھایا کہ اپنی صفوں کو قریب قریب یکجا کر لیا' لیکن اُن کی طاقت صرف ہو چکی تھی۔ وہ ایک دوسرے کو موت کی پروا نہ کرنے کی تعلیم دیتے تھے' اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے اپنی سلامتی کی دعائیں مانگتے تھے۔ کسی وقت جو مسلمان اُن کے نزدیک ہوتے تھے' انہیں دھمکیاں دیتے تھے۔ اپنے خوف کو چھپانے کے لیے ساری رات ڈھول اور نفیری بجاتے رہے۔ آخر کار صبح کی روشنی نمودار ہو گئی' جو گویا تمام صلیبی فوج کی بربادی کا نشان تھی۔ جب صلیبیوں نے سلطان ایوبی کی فوج پر نظر کی تو اپنے آپ کو چاروں اطراف سے گھیرا ہوا پایا۔ وہ نہایت حیرت زدہ ہوئے۔''

مجاہد مزید لکھتا ہے۔ ''دونوں فوجیں کچھ دیر تک ایک دوسرے کے سامنے اپنی اپنی صفوں میں آراستہ کھڑی رہیں۔ سلطان صلاح الدین حملے کا حکم دینے کے لیے افق پر روشنی اچھی طرح نمودار ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ جب سلطان نے جنگ کا اعلان کیا تو مسلمان سب طرف سے یک بارگی حملہ کر کے' دشمن کا دل لرزانے کے لیے' اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے ہوئے ہر طرف سے ٹوٹ پڑے۔ عیسائی فوج کچھ دیر تک تو جان توڑ کر لڑی' مگر اُن کی قسمت کے دن پورے ہو چکے تھے۔ اُن کی بائیں جانب کوہ حطین واقع تھا۔ تلواروں اور نیزوں کے سایے میں پناہ نہ دیکھ کر وہ حطین کی طرف بڑھے کہ اُسی کو اپنی پناہ گاہ بنا لیں' لیکن تعاقب کرنے والے مسلمان وہاں اُن سے پہلے پہنچنے والے تھے اور یہی مقام اُس مہیب خوں ریزی کی یادگار ہونے والا تھا۔ صلیب کی لکڑی جو عکہ کے بڑے پادری کے ہاتھ میں تھی۔ پادری کے کٹ کر گر جانے کے بعد لڈا کے پادری نے سنبھالی' مگر وہ صلیب سمیت مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہو گیا۔ اب پوری صلیبی فوج صلیب کی لکڑی کو مسلمانوں کے قبضے سے نکلوانے کے لیے ٹوٹ پڑی۔ حطین کی زمین کشتوں کے پشتوں سے بھر گئی۔ خون کا دریا بہہ نکلا۔ تیس ہزار صلیبی فوج کے خون سے زمین رنگی گئی' اور اتنی ہی تعداد میں مسلمانوں کی قید میں آ گئے۔ مسلمانوں کی فوج کے نقصان کا کوئی صحیح اندازہ بیان نہیں کیا گیا' مگر ایسی فتح آسانی سے حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ عیسائی نائٹ اور سوار سر سے پاؤں تک' لوہے کی زرہوں وغیرہ میں ایسے چھپے ہوتے تھے کہ سوائے آنکھوں کے اُن کے جسم کا کوئی مقام کھلا نہیں ہوتا تھا اور کوئی ہتھیار آسانی سے اُن پر کارگر نہیں ہو سکتا تھا۔'' ایک مسلمان مؤرخ اس امر کو بطور ایک عجیب واقعے کے یُوں بیان کرتا ہے:

''عیسائی سوار سرتاپا لوہے سے ڈھکے ہوئے تھے اور اُن کے جسم پر نیزے اور تلوار سے کوئی زخم لگانا مشکل ہوتا تھا۔ اس لیے پہلے گھوڑے کو قتل کر کے سوار کو زمین پر گرانا پڑتا تھا اور اُس کو مارا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے مالِ غنیمت میں کوئی گھوڑا مسلمانوں کے ہاتھ نہ آیا۔ مؤرخوں نے صلیبی مقتولوں کے سخت ہیبت ناک نظارے بیان کیے ہیں۔ اُن کی صفیں کی صفیں کٹی پڑی تھیں اور جدھر نظر جاتی تھی' سوائے کٹے ہوئے سروں' اور الگ کیے ہوئے اعضاء' اور بے سر تنوں کے ڈھیروں کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اسی طرح صلیبی قیدی بھی بہت زیادہ تعداد میں موجود تھے۔ ایک ایک رسی میں تیس تیس' چالیس چالیس صلیبی باندھ دیئے گئے اور سو سو اور دو دو سو قیدیوں کو ایک ایک جگہ بند کیا گیا' جن پر ایک ہی مسلمان محافظ تھا۔ عینی شاہد بتاتے ہیں کہ ایک مسلمان سپاہی اکیلا چالیس صلیبی قیدیوں کو خیمے کی رسی سے باندھ کر ہانکتا ہوا لے جا رہا تھا۔ دمشق میں ایک ایک صلیبی قیدی تین دینار میں فروخت ہوا۔ اور ایک سپاہی نے' جس کے پاس جوتا نہ تھا' اپنے حصے کے ایک صلیبی قیدی کو ایک کفش دوز کے ہاتھ ایک جوتے کے بدلے فروخت کیا۔ مالِ غنیمت کی تقسیم سے ہر ایک غریب سپاہی بھی مال دار ہو گیا۔''

غرض حطین کی شکست نے عیسائیوں کی طاقت کو جڑ سے اکھیڑ دیا تھا۔ اور اس سے زیادہ ابتری اور تباہی کیا ہو سکتی ہے کہ اُن کی صلیب' اُن کا بادشاہ' ہر امیر اور نامور شخص مسلمانوں کے ہاتھ میں قید ہو گیا تھا۔ امراء اور نامور صلیبیوں میں سے صرف ایک شخص والئی طرابلس ریمنڈ' جو فوج کے پچھلے حصے پر متعین تھا' میدانِ جنگ سے جان بچا کر بھاگ سکا' لیکن موت نے وہاں بھی اس کا تعاقب نہ چھوڑا اور طرابلس میں پہنچ کر دل شکنی سے مر گیا۔

فتح حطین کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبی نے ایک دربار منعقد کیا اور اس میں تمام شاہی قیدی اُس کے سامنے پیش کیے گئے۔ یروشلم کا بادشاہ گوئی' اُس کا بھائی جیوفری' ہمفری اور تمام نامور صلیبی قیدی حاضر کیے گئے۔ سلطان نے بادشاہ کو اپنے پاس جگہ دی اور باقی امراء کو بھی بٹھایا اور بادشاہ گوئی سے نرمی اور لطف سے باتیں کیں اور سرد پانی پینے کو منگا کر دیا۔ اُس نے وہ پانی ہمفری کو دینا چاہا' لیکن سلطان نے اُسے ٹوک دیا اور کہا' یہ پانی اسے تم دیتے ہو' میں نہیں دیتا۔ جس سے سلطان کی مراد یہ تھی کہ سلطان سے وہ کوئی رعایت حاصل نہیں کر سکے گا۔ اس ہمفری نے بار ہا سلطان سے کیے ہوئے عہد توڑے تھے۔ عاجزوں' حاجیوں اور تاجروں کو لوٹا تھا اور بے رحمی سے عورتوں اور بچوں کو قتل کیا تھا۔ ہمفری حرمین شریفین پر حملہ کرنے کو گیا تھا' اور آنحضرت ﷺ کی نسبت گستاخانہ اور ناشائستہ کلمات کہے تھے' جن کو سُن کر سلطان نے قسم کھائی تھی کہ اُس کو پکڑے گا تو اپنے ہاتھ سے قتل کرے گا۔ سلطان نے اُس کو اُس کی بدعہدیوں اور غداریوں پر ملامت کی اور اُسی روز یا دوسرے روز شہر میں داخل ہونے کے بعد اپنے ہاتھ سے یا اپنے حکم سے قتل کروایا اور بادشاہ گوئی اور امراء قیدیوں کو زیر حفاظت دمشق بھیج دیا۔

یک شنبہ کی صبح کو سلطان طبریہ میں داخل ہوا' اور والئی طرابلس کی بیگم کو جو طبریہ میں تھی' امان دے کر فوجی حفاظت میں اُس کے شوہر کے پاس طرابلس بھیج گیا۔ اور اگلے روز قیدیوں میں سے جو قیدی ٹمپلر (فرقہ داویہ) اور ہاسپٹلر (استباریہ) کے تھے' اور جن کے شر و فساد اور مسلمانوں کی سرزمین میں ہر وقت اور ہر زمانے میں حملے کرنے سے سلطان ناراض تھا' قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اُن کو بھی دمشق بھیج دیا اور لکھ دیا تھا کہ ان پر دو فرقوں کا جو شخص بھی اسلام قبول کر لے' اُسے چھوڑ دیا جائے اور باقیوں کو قتل کر دیا جائے۔

ربیع الثانی 1187ء (583ھ) میں چہار شنبہ کے روز سلطان نے عکہ کی طرف کوچ کیا۔ (جاری ہے)

✿✿✿

غیرت سے محروم شخص پر جنت حرام ہے!

رفیقہ تنظیم اسلامی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تین آدمی ایسے ہیں کہ جن پر اللہ نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ ''دائمی شرابی' ماں باپ کا نافرمان اور ''دیوث'' جو اپنے بیوی بچوں میں بے حیائی برداشت کرتا ہے۔'' (مسند احمد' سنن نسائی)

اس حدیث پاک میں رسول کریم ﷺ نے تین طرح کے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے' کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ رسولِ کریم ﷺ کے اس فرمان سے ہمیں بخوبی اندازہ لگا لینا چاہیے کہ یہ کتنے عظیم گناہ ہیں جو کہ انسان کو جنت میں داخلہ سے ہی محروم کر رہے ہیں۔

پہلا وہ بدبخت انسان ہے جو کہ مستقل شراب کا عادی ہے۔ ایک روایت میں اس طرح آتا ہے کہ جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ دائمی شراب نوش تھا' وہ اللہ کو ملے گا کہ وہ بتوں کے پجاری کی طرح ہوگا۔ (بحوالہ طبرانی)

جنت سے محروم دوسرا شخص وہ ہے جو کہ اپنے والدین کا نافرمان ہے۔ ایک اور روایت میں شراب نوشی کرنے والے اور والدین کے نافرمان کا ذکر ایک ساتھ اس طرح آیا ہے کہ روزِ قیامت جن تین آدمیوں کی طرف اللہ تعالیٰ نگاہ تک نہ کریں گے وہ ہیں: والدین کی نافرمانی کرنے والا' شراب کا عادی اور کچھ دے کر احسان جتلانے والا (بحوالہ نسائی' مستدرک حاکم)

پس والدین کی اطاعت' فرمانبرداری' خدمت' ادب واحترام اور پسند ناپسند کا لحاظ ضروری اور فرض ہے' بشرطیکہ اس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی نہ ہوتی ہو۔ کیونکہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق میں سے کسی کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ (بحوالہ بخاری)

جنت میں داخلے سے محروم تیسرا شخص دیوث ہے۔ ''دیوث' اس آدمی کو کہتے ہیں کہ جس کے گھر میں کوئی غیر شخص آ کر اس کی بیوی' بیٹی' بہوؤں کے ساتھ بے تکلف ہو اور وہ چشم پوشی کرے اور چپ رہے۔ اس غیرت ناآشنا کے متعلق رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس پر جنت حرام ہے۔

موجودہ دور میں دیوثیت یہ ہے کہ آدمی اپنی بہو بیٹی اور بیوی کو اس حال میں برداشت کرے کہ وہ غیر محرم کے ساتھ آتی جاتی اور بغیر کسی روک ٹوک کے باتیں کرتی ہو۔ اسی طرح اپنے گھر کی عورت کو اجنبی اور غیر محرم کے ساتھ خلوت میں دیکھنا اور کچھ نہ کہنا اور اپنی بہو بیٹیوں کو بے پردہ گھر سے نکلنے کی اجازت دینا کہ ہر کوئی انہیں دیکھتا پھرے' اسی طرح گھر میں ٹی وی' وی سی آر اور کیبل نیٹ کا انتظام کرنا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ عورتیں فلمیں اور ڈرامے دیکھتی رہتی ہیں اور اسی طرح بے ہودہ اور فحش قسم کے جریدوں کا گھر میں لگوانا' یہ سب کام بے غیرتی اور دیوثیت کے زمرے میں آتے ہیں۔

> اپنے گھر کی عورت کو اجنبی اور غیر محرم کے ساتھ خلوت میں دیکھنا اور کچھ نہ کہنا اور اپنی بہو بیٹیوں کو بے پردہ گھر سے نکلنے کی اجازت دینا کہ ہر کوئی انہیں دیکھتا پھرے' یہ سب بے غیرتی اور دیوثیت کے مظاہر ہیں

آج کے اس بے پردہ معاشرے میں تو بے غیرتی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ خاندان کا سربراہ شادی یا اس طرح کی دوسری تقریبات میں اپنے پورے خاندان کو شادی ہال میں بناؤ سنگھار کر کے لے جاتا ہے اور معاشرے کے سب سے بے غیرت نوجوان ''مووی میکر'' کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ سب کی فلم بنائے۔ اب ظاہر ہے کہ مووی میکر وہ تنہا نہیں آتا بلکہ اپنے جیسے چار پانچ بدمعاش اور بھی لے کر آتا ہے اور یہ اوباشوں کا ٹولہ ماؤں' بہنوں' بیٹیوں کو ہوس ناک نگاہوں سے دیکھتا ہے' جس پر جی چاہتا ہے اپنی پلید نظریں جماتا ہے۔ انہیں اٹھتا بیٹھتا چلتا پھرتا دیکھتا ہے۔ جس کے چاہتا ہے' مختلف پوز بنواتا ہے اور جب یہ مووی میکر ''بے غیرت گروپ'' تین چار گھنٹے شب خون مار کر واپس جانے لگتا ہے تو گھر کا سربراہ اپنی جیب سے روپے نکال کر دیتا ہے اور زبانِ حال سے کہتا ہے ''تھینک یو ویری مچ''۔ آپ نے میری مائیں' بہنیں اور بہو بیٹیاں دیکھی ہیں بلکہ enjoy کی ہیں' تو یہ رہا آپ کا حق الخدمت۔ انہی باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے شاعر نے موجودہ حالات کی ترجمانی اس طرح کی ہے۔

گھر گھر میں ریڈیو کے گانے کا شور ہے
مذہب کا شوق کب ہے' فلموں کا زور ہے
ہر گھر میں اب تو ٹی وی ہونا بھی ہے ضروری
باقی تھی جو کسر وہ یوں ہو گئی ہے پوری
ماں بیٹا باپ بیٹی بھائی بہن سبھی
مل کر کے دیکھتے ہیں فلموں کی گندگی
میں سوچتا ہوں یارو کہ غیرت کہاں گئی
شرم و حیا کی دولت کہاں چلی گئی

✿ ✿ ✿

Pakistan`s First Self-Help Magazine
کامیابی ڈائجسٹ
اشاعت خاص
کامیاب مصنف کیسے بنیں؟
موثر تحریر کے بنیادی اجزا — تحریر کے مراحل
تقریر اور تحریر کا فرق — بچوں کے لیے کیسے لکھیں
پروف ریڈنگ کا طریقہ کار — مدیر (ایڈیٹر) اور مصنف کا فرق
دینی صحافت، آج کی ضرورت — فری لانس جرنلزم
لغت کا استعمال — ترجمے کا فن
علامات کا درست استعمال — تذکیر و تانیث
آئیڈیا (موضوع) کا انتخاب — قاری کی دلچسپی کیسے پیدا ہو
اور بہت سے اہم موضوعات جن کا مطالعہ آپ کو کامیاب مصنف بنا سکتا ہے!
قیمت فی شمارہ 30 روپے
رجسٹری سے 40 روپے
پوسٹ بکس نمبر 13674، کراچی
فون: 021-544 98 04 سیل: 0333-2129515

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی

انتخابی سیاست کے ذریعے نفاذِ اسلام کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا' انقلاب کی راہ اپنانا ہوگی

محمد سمیع

سیاسی مذہبی جماعتوں کے انتخابی سیاست میں حصہ لینے کے حق میں یہ دلیل دی جاتی ہے کہ اگر پارلیمنٹ میں یہ جماعتیں موجود نہ ہوں تو ہمارے سیاستدان جو چاہیں کریں۔ ان کے ذریعے چیک اینڈ بیلنس کا ایک نظام موجود ہے۔ بظاہر یہ دلیل بڑی وزنی لگتی ہے، کیونکہ یہ جماعتیں سیکولر عناصر کو لگام دینے کا ایک اہم ذریعہ سمجھی جاتی ہیں۔ لیکن اس کے لئے بنیادی طور پر ہمیں یہ طے کرنا پڑے گا کہ آیا یہ جماعتیں موجودہ نظام کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر اسلام کے نظام عدل اجتماعی کا نفاذ چاہتی ہیں۔ اگر ہماری سیاسی جماعتیں یہ دعویٰ کرتی ہیں تو اسے دعویٰ بلا دلیل سمجھا جائے گا۔ کیونکہ انتخابی سیاست میں جماعتیں جاری نظام کے تحت بہتر طور پر حکومت چلانے کا ذریعہ ہوتی ہیں، اس نظام کو بدلنے کا نہیں۔ انتخابات کے دوران ہر جماعت اپنا منشور عوام کے سامنے پیش کرتی ہے اور عوام جس جماعت کے منشور کو بہتر سمجھتے ہیں، اس کے حق میں ووٹ ڈالتے ہیں۔ جب کہ انقلابی سیاست کا مقصد جاری نظام کو جڑ سے اکھاڑ کر دوسرا نظام لانا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے معروف انقلابات کی تاریخ میں کہیں یہ نہیں ملے گا کہ کسی انقلابی جماعت نے جاری نظام کا حصہ بن کر اس کو ختم کرنے کی کوشش کی ہو۔

ہماری مذہبی سیاسی جماعتوں کے افراد جب منتخب ہو کر پارلیمنٹ میں پہنچتے ہیں تو ان کا سب سے پہلا کام دستور سے وفاداری کا حلف اٹھانا ہوتا ہے۔ کسی ملک کا جاری نظام اس کے دستور کے محافظ ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر اس حلف پر قائم رہا جائے تو جاری نظام کو تبدیل کرنے کا کوئی اقدام حلف کی خلاف ورزی قرار پائے گا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی مذہبی سیاسی جماعت کے کارکن سے یہ توقع کی جا سکتی ہے وہ اپنے حلف کی خلاف ورزی کرے گا۔ اور اگر وہ اس حلف کے بعد بھی یہ دعویٰ کرے کہ وہ تو ملک کے نظام کو بدلنے کے لئے پارلیمنٹ میں آیا ہے' تو کیا ہمارا دین اسے اس کی اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنے اٹھائے گئے حلف کی خلاف ورزی کرے۔

اب آپ دوسری طرف آیئے۔ ہماری مذہبی سیاسی جماعتوں کی جدوجہد کے نتیجے میں کوئی ایسی تبدیلی واقع نہیں ہوئی جو اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے حق میں جاتی ہو۔ اور اگر کوئی قرارداد مقاصد کی منظوری کی مثال پیش کرے تو اول تو یہ دیکھنا پڑے گا کہ جس جماعت نے اس قرارداد مقاصد کی منظوری میں حصہ لیا' وہ اس وقت انتخابی سیاست میں شامل ہی نہیں تھی۔ اس نے پارلیمنٹ کے باہر سے اس کے لئے حکومت پر عوامی دباؤ کی ایک کامیاب تحریک چلائی اور پارلیمنٹ کے اندر کی جماعت نے اس تحریک کی اس لئے حمایت کی کہ وہ اس وقت تحریک چلانے والی جماعت کو اپنا حریف جماعت نہیں سمجھتی تھی کیونکہ وہ پارلیمنٹ کے اندر موجود ہی نہیں تھی۔ اگر اس وقت تحریک چلانے والی جماعت بھی پارلیمنٹ میں موجود ہوتی تو شاید اسے حکومتی جماعت کی کوئی حمایت حاصل نہ ہوتی کیونکہ اس صورت میں اس کا سارا کریڈٹ اس دینی جماعت کو چلا جاتا جس نے تحریک چلائی تھی۔ نتیجتاً اگلے انتخابات میں وہ حکومتی جماعت اقتدار سے باہر ہو جاتی۔ اب آیئے، یہ دیکھیں کہ قرارداد مقاصد کی منظوری کے بعد کیا ہوا۔ کیا اس کے نتیجے میں ملک میں بالفعل اللہ تعالیٰ کی حاکمیت پر مبنی نظام قائم ہوا؟ کوئی بھی عقل و شعور رکھنے والا شخص اس کو تسلیم نہیں کرے گا۔ پہلے تو یہ کیا گیا کہ قرارداد مقاصد کو دستور میں دیباچے کی حیثیت دی گئی۔ تقریباً چار عشروں تک یہی صورتحال رہی۔ اس کے بعد اسے دستور کا حصہ بنایا گیا مگر عملاً یہ غیر مؤثر رہی، کیونکہ ہماری عدالت نے یہ طے کر دیا کہ دستور کی یہ شق اس کی کسی دوسری شق پر کوئی برتری نہیں رکھتی۔

اب ہم ایک دوسرے نکتہ پر غور کرتے ہیں۔ مذہبی سیاسی جماعتوں کا سارا زور وطن عزیز میں اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے قیام کی جدوجہد میں صرف ہونا چاہئے تھا، لیکن بالفعل ہوا کیا۔ دینی جماعتوں کی تمام تر جدوجہد کا محور و مرکز ملک میں جمہوری نظام کے قیام کی جدوجہد بن کر رہ گیا۔ ایوب خان کے خلاف تحریک جمہوریت کے نام پر چلائی گئی۔ یہی صورتحال ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف تحریک کی تھی۔ علیٰ ھذ القیاس۔ اب تک مذہبی سیاسی جماعتوں نے جو بھی تحریک چلائی یا کسی تحریک کا حصہ بنیں تو وہ جمہوریت کے قیام کے لئے تھا۔ لیکن صورتحال کیا ہے؟ ع خدا ہی ملا، نہ وصال صنم ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے کے مصداق نہ ملک میں جمہوریت قائم ہوئی اور نہ ہی اسلامی نظام کے قیام کی طرف کوئی پیشرفت ہوئی۔ ملک کی سیاست اول دن ہی سے سیکولر بنیادوں پر چل رہی ہے اور اس دور میں تو سیکولرزم کا ننگا ناچ شروع ہو چکا ہے۔ حکومتی سطح پر شعائر اسلامی کا کھلے عام مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ ہر قسم کا ظلم جاری ہے، لیکن مذہبی سیاسی جماعتیں کچھ نہیں کر سکتیں۔ تو بھلا ہمیں بتایا جائے کہ انتخابی سیاست میں ان کی شمولیت نے کون سا چیک اینڈ بیلنس قائم کیا ہے۔

اب آیئے مسئلے کے دوسرے پہلو کی جانب۔ اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ دینی جماعتوں کی پارلیمنٹ میں موجودگی کے کچھ خیر پر مبنی اثرات ظاہر ہوئے ہیں تو یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ اس کی انہیں کتنی بڑی قیمت ادا کرنی پڑی ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ان کے کارکنان کی توجہ اپنے اصل کام سے ہٹ چکی ہے اور ان کی جدوجہد کا محور و مرکز سیاسی سرگرمیاں بن چکی ہوں۔ سیاسی جلسے جلوس، کارنر میٹنگز، نعرے بازیاں اور اس قسم کی دیگر سرگرمیوں کے نتیجے میں ان کے ذاتی تقویٰ و تدین کا معیار کتنا گر گیا ہے، اس کا اندازہ ان کی باجماعت نمازوں کے لئے مساجد میں حاضری سے لگایا جا سکتا ہے۔

شیعہ سنی تفرقے کے نام پر ہمارے دینی قائدین نے اسلام کے نام پر قائم ہونے والی اس مملکت میں جو جدال و قتال کے مراحل طے کئے ہیں، اس سے عوام میں سخت بیزاری ہے۔ بھٹو مخالف تحریک کو نظام مصطفیٰ ﷺ تحریک کا نام دینے والوں نے ایک فوجی ڈکٹیٹر کی حکومت کو جو تقویت پہنچائی وہ ہماری تاریخ کا حصہ ہے۔ اللہ نے اپنے فضل و کرم سے انہیں اگر ملک کے دو صوبوں میں کچھ اقتدار عطا کیا تو اقتدار کی طاقت کا انہوں نے اسلام کے لئے کتنا استعمال کیا اور اس اقتدار کو بچانے کے لئے کیا کچھ کر رہے ہیں وہ سب اہل نظر پر عیاں ہے۔ آج انتخابی سیاست کی ''عاشقی'' کے نتیجے میں انہیں ''عزت سادات'' سے بھی محرومی کا سامنا ہے۔ بداعتمادی کا روگ ویسے تو قومی سطح پر عروج پر ہے، لیکن عوام میں دینی جماعتوں پر سے اعتماد کا ختم ہونا یقیناً قوم کا ایک بہت بڑا نقصان ہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے اعتماد کی بحالی کا ایک موقع عطا کیا تھا، لیکن افسوس کہ انہوں نے اسے بھی کھو دیا۔ اندازہ لگایا جائے کہ کتنی بڑی قیمت ہے جو انہیں انتخابی سیاست میں شمولیت کے نتیجے میں ادا کرنی پڑ رہی ہے۔ اس کے باوجود اگر اس پر اصرار کیا جائے کہ ملکی سیاست میں انہوں نے چیک اینڈ بیلنس قائم رکھے ہوئے ہے تو اسے خوش فہمی کے علاوہ اور کیا نام دیا جا سکتا ہے۔

خدا کرے کہ ہماری دینی سیاسی جماعتیں انتخابی سیاست کو طلاق دے کر نبی انقلاب ﷺ کے انقلابی اسوہ کو اختیار کر لیں اور اس کی روشنی میں وطن عزیز میں اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے نفاذ کے لئے جدوجہد کا آغاز کریں۔ اگر انہوں نے اب بھی یہ راستہ اختیار نہ کیا تو شدید اندیشہ ہے کہ ملک میں بڑھتے ہوئے ظلم اور ناانصافی کے سبب مستقبل میں کوئی خونی انقلاب، اسلامی انقلاب کا نعم البدل نہ بن جائے۔ اللہ ہمیں اس روز بد سے بچائے۔ آمین!

توہین رسالت

ہمیں چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو اپنا کر عملی طور پر دنیا کو بتائیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات کتنی مقدس اور احترام کے لائق ہے

یاسمین مظہر

تقریباً ایک سال ہوگیا کہ اخبارات میں اور مختلف جرائد اور رسائل میں توہین رسالت کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ خاص طور پر ڈنمارک کے اخبارات نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جو نازیبا کارٹون شائع کئے اور شائع کرنے کے بعد ڈھٹائی ہی دکھائی اور اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر وہ اپنے ہاں ٹی شرٹوں پر چھاپیں اور وہ ٹی شرٹیں بازار میں بکوائیں تو اُن کی وجہ سے تمام مسلمان اضطراب اور پریشانی میں مبتلا ہوئے۔ یہ توہین رسالت غیر مسلموں کی طرف سے تھی جس کو کسی بھی صورت ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ہم نے جلسے اور جلوس اور مظاہرے اخبار کے مدیر کے خلاف احتجاج کر کے اپنے غم وغصہ کا اظہار کیا۔ ہمارے ہی ایک فرزند عامر چیمہ نے اِسی اخبار کے ایک ایڈیٹر کے کمرے میں گھس کر اس پر حملہ کر دیا جس کی پاداش میں وہ خود یعنی عامر چیمہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا اور شہید ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اخبار کے ایڈیٹر کے لیے خود سزا تجویز کی اور وہ خود اپنے کمرے میں آگ بھڑک اٹھنے سے جل کر مر گیا جس کو کہ ہم اللہ کی طرف سے بدلہ سمجھ سکتے ہیں۔

ذرا ٹھہریئے‘ کچھ دیر رک کر سوچئے‘ ناموس کہتے کس کو ہیں؟ ظاہر ہے کہ ناموس کہتے ہیں‘ عزت کو۔ چنانچہ لازم ہے کہ ہم آپ کا احترام کریں اور جو کچھ ہمیں آپ کی طرف سے مل رہا ہے اس کو مانیں‘ جیسے ہمارے بڑے جب ہمیں کوئی حکم دیتے ہیں یا کوئی کام کرنے کو کہتے ہیں تو ہم ان کے عزت اور احترام کی وجہ سے ان کی وہ بات مان لیتے ہیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کی عزت کا پاس اور ان کا احترام یہ ہے کہ ان کی طرف سے ہم کو جو کچھ بھی ملے‘ اس کو بے چون و چرا مان لیں۔ اس کے لیے ہمارے دِل میں کوئی تنگی بھی نہ آئے۔

نبی اکرم ﷺ اپنی تعلیمات کی صورت میں ہمارے ساتھ موجود ہیں‘ ہر لحہ اور ہر لحظہ ہماری نگہداشت فرما رہے ہیں۔ ہم صبح سو کر اٹھتے ہیں تو ہدایت ہے کہ ناک کے بانسے پر شیطان کا بسیرا ہے‘ پہلے ناک جھاڑ لو‘ تاکہ شیطان دور ہو جائے۔ ہم کچن میں جاتے ہیں تو آپ کی ہدایت ہے کہ کسی برتن کو ہاتھ لگانے سے پہلے ہاتھ دھولو۔ کھانا دیکھ رہے ہیں تو ہدایت ہے کہ برتن کو کھلا نہ چھوڑو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی جانور اس کھانے میں گر جائے۔ ہم عورتیں گھر سے باہر نکلتی ہیں تو تعلیم ہے کہ پہلے دعا پڑھ لو اور اپنے آپ کو اوڑھنی سے ڈھک لو۔ گندی نگاہیں تمہیں ناپاک نہ کر دیں۔ بازار جاؤ تو یہ پیش نظر رکھو کہ یہ سب سے بُری جگہ ہے اور اس میں داخل ہونے سے پہلے تیسرا کلمہ پڑھ لو تاکہ بازار کے فتنہ سے محفوظ رہو۔ شادی کرنے چلے ہو تو دیکھو یہود اور ہنود کی تقلید نہ کرنا۔ تمہارے لئے بہترین نمونہ نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی کی شادی ہے۔ انتہا یہ ہے کہ روزے بھی رکھو‘ تو یہودیوں کی طرح نہ رکھو۔ وہ ایک روزہ رکھتے ہیں تو تم دو (نفلی) روزے رکھو۔ لباس میں بھی مشابہت نہ اختیار کرو۔ ہر ہر پہلو ہماری تربیت کے لئے ہے کہ کاروبار بھی کرو تو ایمانداری سے کرو‘ ناجائز منافع خوری بھی نہ کرو۔ ایماندار تاجر انبیاء‘ صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

ہمارا معاملہ بھی عجیب ہے‘ ہم نبی اکرم ﷺ کی محبت کا دم بھرتے ہیں مگر ہم نے آپ کی تمام تعلیمات کو چھوڑ دیا ہے اور اپنی ہی من مانی کرنے لگے۔ ہم نے نبی کریم ﷺ کی بات کو پس پشت ڈال دیا کہ آج کل تو یہ سب کچھ نہیں ہوسکتا۔ اللہ نے سود حرام کیا۔ ہمارے پیارے نبی نے فرمایا کہ سب سے پہلے میں اپنے خاندان کے سود کو باطل قرار دیتا ہوں۔ ہم نے کہا کہ آج کل تو تجارت بغیر سود کے ہو ہی نہیں سکتی۔ عالمی منڈی میں ہماری ساکھ متاثر ہوگی۔ اور تو اور ہمارے نبی کریم ﷺ نے ہمیں مجاہدوں کے لئے خوشخبریاں سنائیں۔ ہم نے ان کو دہشت گرد قرار دے دیا۔ ان کو پکڑ پکڑ کر اسلام دشمنوں کے حوالے کر دیا کہ یہ اس زمانے میں اسلام کا نام لیتے ہیں۔ توہین اور کس طرح ہوتی ہے؟ کیا توہین کرنے کے کچھ اور طریقہ ہوتے ہیں؟ ہمارے تو کردار سے‘ عمل سے‘ باتوں سے‘ ہر چیز سے نبی کریم ﷺ کی توہین کا اظہار ہوتا ہے۔ بے شک ہم زبان سے تو نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کا تصور نہیں کرتے مگر ہمارے رویئے اور معاملات تمام کے تمام گستاخی والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴾

”مومنو! اللہ اور اُس کے رُسول ﷺ کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں اُن کی بھی۔ اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اُس میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ (کے حکم) کی طرف رجوع کرو۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مآل بھی اچھا ہے۔“

اللہ تو کہہ رہا ہے کہ اطاعت کرو رسول کی‘ مگر ہم اپنے نفس اور طاغوت کی اطاعت کر رہے ہیں۔ ہمیں کوئی بھی معاملہ پیش آتا ہے تو ہم اللہ اور اُس کے رسول یعنی قرآن و حدیث اور سیرت سے رجوع نہیں کرتے بلکہ اپنے نفس اور طاغوت یا معاشرے میں رائج طور طریقوں پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ ہمارے رسم و رواج‘ معاشرت‘ معیشت‘ سیاست ہر شعبے میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ ہم اپنے لباس‘ کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے میں رسول ﷺ سے آگے بڑھ گئے ہیں‘ ہم رسول اللہ ﷺ کا زبانی تو احترام کرتے ہیں‘ مگر جب اپنے گھروں میں شادی بیاہ یا موت مرگ کے مواقع آتے ہیں تو آپ کی سنن اور تعلیمات کے برعکس برادری اور خاندانی روایتوں کے اسیر بن جاتے ہیں۔ اس وقت ہم اپنے پیارے نبی کو بھول جاتے ہیں کہ جنہوں نے قدم قدم پر ہماری رہنمائی کی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پہلے ہم اپنی زندگیوں میں نبی کریم ﷺ کی عزت اور احترام پیدا کریں صرف زبانی ہی نہیں بلکہ عملی طور پر‘ تاکہ ہم دنیا کو بھی بتا سکیں کہ ہمارے پیارے نبی کی ذات کتنی مقدس اور احترام کے لائق ہے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

شرکت پرنٹنگ پریس لاہور جس میں مکتبہ خدام القرآن لاہور اور تنظیم اسلامی کی اکثر مطبوعات طبع ہوتی ہیں‘ کے مالک جناب منہاج الدین اصلاحی طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے ہیں۔

مرحوم کا ان اداروں سے تعلق بہت پرانا تھا۔ ہماری مطبوعات کو بروقت طبع کرنے میں موصوف نے ہمیشہ ہماری توقع سے زیادہ تعاون فرمایا۔ مکتبہ خدام القرآن اور تنظیم اسلامی کے تمام ارکان و وابستگان موصوف کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے ساتھ ساتھ پسماندگان کے لئے اس صدمہ کو برداشت کرنے کی دعا کریں۔

جنرل پرویز مشرف کے امریکی خیالات اور پاکستان

مرزا ندیم بیگ

''ایٹمی سائنس دان ڈاکٹر قدیر خان نے اپنی انا کی تسکین اور پیسے کے لیے ملک کے جوہری راز فروخت کیے۔ 1999ء کے آغاز میں ہم نے پہلی بار ان کی مشکوک حرکات دیکھیں۔ ڈاکٹر قدیر نے لیبیا، ایران، شمالی کوریا اور دیگر ممالک کو حساس جوہری ٹیکنالوجی منتقل کی تھی۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر قدیر خان نے پہلے پہل اپنی غیر قانونی سرگرمیاں 1987ء میں ایران سے شروع کیں۔ 95-1994ء میں ڈاکٹر قدیر خان نے 200 پی وی سنٹری فیوجز کی تیاری کے احکامات جاری کیے۔ جنھیں 80 کی دہائی میں پاکستان نے استعمال کرنا بند کر دیا تھا۔ ان سنٹری فیوجز کو تقسیم کے لیے دبئی روانہ کر دیا گیا۔ موصوف ایٹمی سائنس دان دبئی کو اپنا مرکز بنا کر دنیا میں ایٹمی ٹیکنالوجی کی منتقلی کے لیے ذاتی انڈر گراؤنڈ نیٹ ورک چلا رہے تھے اور اس نیٹ ورک میں کئی بھارتی شہری بھی شامل تھے۔ اس بات کے پیش نظر مضبوط خیال ہے کہ بھارت نے پاکستانی سنٹری فیوجز کے ڈیزائن کی نقل اتاری ہو۔ سی آئی اے کے سابق سربراہ جارج ٹینٹ نے کیمپ ڈیوڈ میں مجھے ڈاکٹر قدیر کے ایٹمی پھیلاؤ میں ملوث ہونے کے ثبوت دیے تھے۔ جس پر مجھے انتہائی شرمندگی ہوئی۔ تاہم ڈاکٹر قدیر خان قوم کے ہیرو ہیں کہ انھوں نے ہمیں ایٹم بم دیا' اس لیے ہم نے انھیں معاف کر دیا۔ اب وہ گھر میں نظر بند ہیں اور ان کی سیکیورٹی بہت سخت ہے۔''

درج بالا انکشافات پاکستان کے صدر اور چیف آف آرمی سٹاف جنرل پرویز مشرف نے امریکہ میں شائع ہونے والی اپنی کتاب "In the Line of Fire" کے ہیں۔ ان انکشافات کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ یہ انکشافات امریکہ کے کہنے پر کیے گئے ہیں اور اس کے پیچھے بھی وہی دھمکی ہوگی جو امریکہ نے نائن الیون کے بعد اپنے نائب وزیر خارجہ رچرڈ آرمیٹج کے ذریعے جنرل مشرف (جنھیں حالیہ دورہ میں امریکی ''جنرل مُش'' بھی کہتے رہے ہیں) تک پہنچائی تھی کہ اگر پاکستان نے امریکہ کا ساتھ نہ دیا تو اُسے بمباری کر کے پتھر کے زمانے میں پہنچا دیا جائے گا اور اب کہا گیا ہوگا کہ ڈاکٹر قدیر خان کے خلاف تحریری گواہی دو' ورنہ تمھارے اقتدار کے محل کو بمباری کر کے مسمار کر دیا جائے گا۔

جنرل پرویز مشرف کے ڈاکٹر قدیر خان کے خلاف الزامات اُس وقت تک الزامات ہی رہیں گے جب تک ڈاکٹر قدیر خان کے موقف کو سامنے نہیں لایا جاتا۔ یہ دنیا کا کوئی دستور نہیں کہ ایک آدمی کے منہ پر تالے لگا دیے جائیں اور دوسرا اس پر الزامات کی بوچھاڑ

> ایک بات طے ہے کہ جنرل مشرف نے امریکہ کو پاکستان پر حملے کا تحریری ثبوت فراہم کر دیا ہے اور اس ثبوت کے بعد کون ہے جو امریکی جیٹ طیاروں کو پاکستان پر بمباری سے روک سکے

کرتا رہے۔ کہنے والے کہہ رہے ہیں کہ جنرل پرویز مشرف نے اپنی انا کی تسکین اور پیسے کے لیے ملک کے جوہری سائنس دان کے دامن پر کیچڑ اچھالا ہے اور اس میں صداقت اس امر سے جھلکتی ہے کہ انھوں نے خود اعتراف کیا ہے کہ ہم نے القاعدہ کے 369 مشتبہ افراد کو امریکہ کے حوالے کرنے پر خفیہ طور پر کروڑوں ڈالر وصول کیے ہیں' حالانکہ ان میں سے کسی ایک پر بھی امریکہ دہشت گردی میں ملوث ہونے کا الزام ثابت نہیں کر سکا ہے۔ جس کی سب سے بڑی مثال افغانستان کے سابق سفیر جناب مُلا عبدالسلام ضعیف ہیں جن کو مشرف حکومت نے بہت ''عمدگی'' اور ''کمال مہارت'' سے امریکہ کی جھولی میں ڈالا تھا۔ امریکہ کے محکمہ انصاف کا کہنا ہے کہ دہشت گردوں کو پکڑوانے کے سلسلے میں رقوم حکومتوں کو نہیں' انفرادی سطح پر شخصیات کو دی جاتی ہیں۔ ابھی تک جنرل پرویز مشرف کی جانب سے کوئی بیان سامنے نہیں آیا کہ وہ کروڑوں ڈالر ملک کے خزانے میں گئے ہیں یا خود ان کی اپنی جیب میں گئے ہیں۔

پاکستانی عوام یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ جنرل پرویز مشرف نے ڈاکٹر قدیر خان پر یک طرفہ الزامات لگا کر کس کی خدمت کی ہے؟ بہرحال ایک بات طے ہے کہ ''جنرل مُش'' نے امریکہ کو پاکستان پر حملے کا تحریری ثبوت فراہم کر دیا ہے اور اس ثبوت کے بعد کون ہے جو امریکی جیٹ طیاروں کو پاکستان پر بمباری سے روک سکے۔ ایک بات ناقابل فہم ہے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کیسے اکیلے اپنے مبینہ نیٹ ورک کو چلاتے رہے۔ کیا ایٹمی فیوجز کوئی ایسی چیز ہیں کہ جنھیں جیب میں ڈال کر دوسرے ملکوں کو منتقل کیا جا سکتا ہے' جبکہ ہمارا ایٹمی اثاثہ ہمیشہ فوج کے کنٹرول میں رہا ہے۔

پاکستان کی تاریخ بھی عجیب ہے کہ آج تک جسٹس حمود الرحمان کمیشن رپورٹ منظر عام پر نہیں آ سکی' کیونکہ اس کے پس پردہ کئی جرنیلوں کے نام آتے ہیں۔ جبکہ دوسری جانب محسن پاکستان کو زندگی میں ترسا ترسا کر مارا جا رہا ہے۔ یہ بھی ہماری تاریخ کا عجیب باب ہے کہ پاکستان کے حصے بخرے کرنے والے جرنیل یحییٰ خان کو انتقال کے بعد پورے قومی اعزاز کے ساتھ دفن کیا گیا تھا۔ جنرل مشرف کی کتاب کی رونمائی کے بعد مقتدر حلقوں میں ایک بات بڑے تواتر کے ساتھ کہی جا رہی ہے کہ اب ایران نہیں بلکہ پاکستان کی باری لگ چکی ہے اور شاید 71ء کی تاریخ دہرائے جانے لگی ہے' تب ایک جرنیل نے ملک کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا اور اب دوسرا جرنیل پاکستان کی تباہی کے ناپاک امریکی منصوبوں کی تکمیل میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

خدایا خیر میرے آشیاں کی
زمیں پہ ہیں نگاہیں آسماں کی

تین باتیں

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
تین باتوں سے بندۂ مومن کا دل کبھی خیانت نہیں کرتا

1۔ اعمال خالص اللہ کے لیے بجا لانا
2۔ صاحب اختیار کی خیر خواہی چاہنا اور
3۔ جماعت کا التزام

خود نوشت

اوریا مقبول جان

اگر تاریخ کچھ لوگوں کو خود نوشت لکھنے کی مہلت دیتی' انہیں بڑے بڑے پبلشروں' اخباروں اور ٹیلی ویژن چینلوں کی سہولت میسر ہوتی' ان کو اپنا مافی الضمیر لوگوں تک پہنچانے کے لئے اس راستے کا احساس ہو جاتا تو شاید تاریخ میں ان کرداروں کا مثبت اور منفی تعین تو نہ بدلتا لیکن لوگوں کا تصور یقین میں ضرور بدل جاتا کہ ہمارے نزدیک ہیرو کون ہے اور ولن کون۔ غیرت' حمیت اور عزت سے جینے کا ڈھنگ کس کو آتا ہے اور ذلت ورسوائی کی طویل عمر کس کو عزیز ہے۔

میں تاریخ کے جھروکوں سے جھانکتا ہوں تو سوچنے لگتا ہوں کہ اگر کبھی میسور میں ''گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے شیر کا ایک دن بہتر ہے'' کا نعرہ مستانہ لگانے والے ٹیپو سلطان کو خود نوشت تحریر کرنے کی مہلت ملتی تو کیسے کیسے انکشافات سامنے آتے۔ انگریزوں کی بڑھتی ہوئی ہوس اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی چالوں کو بے نقاب کیا جاتا۔ میسور کے لوگوں میں جینے کی تڑپ' خودداری اور عزت وغیرت کے ساتھ مقابلہ کرنے کی آرزو اور غیر کے ناپاک عزائم سے اپنی دھرتی کو پاک رکھنے کا شعور نظر آتا۔

شاید ٹیپو سلطان اس بات کا بھی تذکرہ کر دیتا کہ مجھے علم ہے کہ میں جو جنگ لڑ رہا ہوں اس میں شکست بھی کھا سکتا ہوں۔ مجھے اپنی صفوں میں وطن کی ناموس بیچنے والوں کا بھی اندازہ ہے' لیکن مجھے علم ہے کہ تاریخ کس کے گلے میں عزت کا ہار پہناتی ہے اور کسے لعنت کا طوق۔ اسی طرح کبھی اسی میسور کے دوسرے کردار میر صادق کو خود نوشت لکھنے کا خیال آتا تو وہ اپنی بے وفائیوں کو ہزار ہا دلیلوں سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتا۔ وہ تو اس جنگ کے بعد کئی سال زندہ رہا۔ یقیناً اسے ایسا بہت سا مواد مل جاتا کہ دیکھو اگر میں اس وقت ٹیپو کا ساتھ دیتا تو ہم مدتوں حالت جنگ میں رہتے بار بار ہم پر حملے ہوتے' ہمیں پتھر کے زمانے میں دھکیل دیا جاتا' لیکن اب انگریز اور ایسٹ انڈیا کمپنی ہماری ترقی' فلاح و بہبود اور قانون کی حکمرانی کے لیے کیا کچھ کر رہی ہے۔ ہمارے ہاں ریلوے لائن سے لے کر دریائے کاویری پر ڈیم تک بنائے جا رہے ہیں۔ ہمیں جمہوری طرز حکومت سکھایا جا رہا ہے۔ کتنے بے وقوف تھے وہ لوگ جو انگریز سے لڑ کر اپنی جان سے گئے۔ ایسے لوگ نہ قوم کے خیر خواہ ہوتے ہیں اور نہ اپنے۔

ایسی ہی خود نوشت اگر بنگال میں سراج الدولہ کو لکھنی پڑتی تو شاید وہ بھی بنگالی قوم کی تاریخ' ان کی حرمت اور غیرت کی مثالیں دیتا۔ وہ بتاتا کہ ہگلی کے ساحلوں پر لنگر انداز ہونے والی ایک تجارتی کمپنی کیسے اپنے مفادات کی خاطر ان کی صدیوں پرانی ململ کی صنعت تباہ کر دے گی اور سب لوگ ایک دن مانچسٹر کی ملوں میں بننے والا کپڑا استعمال کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ ان کا کسانوں کو دیا گیا کو

میر صادق کو خود نوشت لکھنے کا خیال آتا تو وہ اپنی بے وفائیوں کو ہزار ہا دلیلوں سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتا' دیکھو اگر میں اس وقت ٹیپو کا ساتھ دیتا تو ہمیں پتھر کے زمانے میں دھکیل دیا جاتا' لیکن اب انگریز اور ایسٹ انڈیا کمپنی ہماری ترقی' فلاح و بہبود اور قانون کی حکمرانی کے لیے کیا کچھ کر رہی ہے

آپریٹو سسٹم کتنا بڑا جھانسا ہے۔ بنگال کو اپنی تہذیب' اپنے کلچر اور اپنی روایت کا دفاع غیرت کے ساتھ کرنا چاہیے۔

لیکن اس کے برخلاف میر جعفر کی سوانح عمری بھی کم دلچسپ نہ ہوتی۔ کلکتہ میں ریڈیو سٹیشن کے قیام سے لے کر ٹرام وے تک اور کسانوں کو زمین آباد کرنے کے قرضوں سے لے کر شہری حکومتوں تک تو وہ ہر ایک کا تذکرہ کرتا اور پھر کہتا کہ اس برصغیر میں ترقی' جمہوریت اور بہتر زندگی کے خواب کو حقیقت میں بدلنے کے لئے میں تاج برطانیہ کو پہلا شریک میسر ہوا تھا۔

اگر میں بھی سراج الدولہ کا ساتھ دیتا تو برصغیر تاریکی کے اندھیروں میں ڈوبا رہتا۔ یہاں وہی صدیوں پرانا ظلم وجبر کا نظام قائم رہتا۔ ہمارے برصغیر کے دروازے ترقی اور تہذیب کے لئے مکمل طور پر بند رہتے' میں تو صرف بنگال ہی نہیں' برصغیر کا محسن ہوں کہ جس نے انگریز کا ساتھ دے کر اس ملک کو جہالت' غربت اور پسماندگی کے اندھیرے سے نکال کر تہذیب کی روشنی کا راستہ دکھایا۔

خلافت عثمانیہ کے آخری تاجدار سلطان عبدالحمید کو اگر خود نوشت تحریر کرنے کا احساس ہو جاتا تو وہ اپنا تاریخی فقرہ اس کتاب میں ضرور درج کرتا جو اس نے اس وقت کہا تھا جب پورا یورپ مسلمانوں کی اس خلافت کو حصوں میں بانٹ کر غداروں کی مدد سے ان پر قابض ہو گیا تھا اور اس نے بچی کھچی علامتی خلافت کو بھی سیکولرازم کے نعرے میں غرق کرنے کی کوشش کی تھی۔

تاریخ میں یوں تو خود نوشت تحریر نہ ہو سکیں' نہ ایسے کرداروں کو مہلت مل سکی اور نہ ہی انہیں خیال آیا لیکن تاریخ کے ماتھے پر عزت کا تاج سجانے والے اور کلنک کا ٹیکہ بننے والے کرداروں کو نہ کوئی تبدیل کر سکا' نہ ہی ہزاروں سالوں میں یہ پیمانہ بدلا کہ دلوں میں ہیرو بن کر کون زندہ رہتا ہے اور ننگ ملت بن کر کون۔

تاریخ کے فیصلے اور دلوں پر حکمرانی کے دعوے کسی خود نوشت کے محتاج نہیں ہوتے۔ تاریخ مادی ترقی' وقتی فائدے اور بڑی سے بڑی منفعت ایسے تاج عزت سے جینے والوں کے سر سے اتھا کر ذلت کی زندگی کو ترجیح دینے والوں کے سر پر نہیں رکھتی۔ تاریخ اس مسئلے میں بہت سفاک ہے۔

اس کے ہاں حق وصداقت' عزت وغیرت کا پیمانہ اور ہے اور مصلحت' منفعت' کاسہ لیسی کا پیمانہ کوئی اور ہے۔ پتہ نہیں کس پیمانے پر ملا عبدالسلام ضعیف کی خود نوشت ناپی جاتی ہے اور کس ترازو پر جنرل پرویز مشرف کی تولی جائے؟ وقت ظالم بھی ہوتا ہے اور بے رحم بھی' ایسے میں وہ کتنے خوش قسمت تھے' جنہوں نے خود نوشت تحریر نہ کی۔ اپنے ہاتھوں سے اپنے اوپر فرد جرم عائد نہ کی۔

✿✿ضرورت رشتہ✿✿

☆ لاہور میں مقیم پٹھان فیملی کو لڑکی (ٹیچر) ایم اے (عربی' انگلش) حافظ قرآن' عمر 35 سال' اور لڑکا (ٹیچر) ایم اے (عربی' انگلش) عمر 34 سال کے لیے دینی مزاج کے حامل موزوں رشتے درکار ہیں۔

رابطہ: فون: 042-7604282

☆ لاہور میں مقیم پروفیسر کی 26 سالہ خوش خصال بیٹی' خلع یافتہ (چند دن بعد علیحدگی ہو گئی)' تعلیم MSc ایک معروف ادارے میں سافٹ ویئر انجینئر کے طور پر کام کر رہی ہے' کے لئے ہم پلہ ڈاکٹر' انجینئر یا تجارت پیشہ نوجوان کا رشتہ مطلوب ہے۔

رابطہ: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ' فون: 042-5173537

تنظیم اسلامی کراچی سوسائٹی کے زیر اہتمام کارنر میٹنگز کا انعقاد

تنظیم اسلامی سوسائٹی کراچی نے حدود آرڈیننس کے بارے میں عوام میں شعور بیدار کرنے کے لئے کارنر میٹنگز کیں۔ ان کارنر میٹنگز کے لئے حلقہ سے 5000 ہینڈ بلز حاصل کئے گئے تھے۔ جس میں سے 1 ہزار ہینڈ بلز حلقہ خواتین سوسائٹی کو جاری کر دیئے گئے۔ اور باقی 7 اسروں میں مساوی تقسیم کئے گئے۔ کارنر میٹنگز کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں۔

اسرہ نمبر 1 ‘نقیب عاطف الحق۔ اس اسرہ کے 5 رفقاء نے بعد نماز عصر نجم مسجد شہید ملت روڈ اور ہل پارک کے پہلو میں واقع بازار میں ہینڈ بلز تقسیم کئے۔ نماز مغرب کے بعد میمن مسجد میں نقیب اسرہ نے کارنر میٹنگز سے خطاب کیا اور رفقاء نے ہینڈ بلز تقسیم کئے‘ نیز راقم نے بھی مغرب کی نماز اس اسرہ کے ساتھ ادا کی اور کارنر میٹنگز میں شرکت کی۔

اسرہ نمبر 2 ‘نقیب فیصل منظور۔ 9 رفقاء نے عصر کے بعد محمد بن قاسم مسجد سندھی مسلم سوسائٹی اور مغرب کے بعد مسجد طیبہ میں ہینڈ بلز تقسیم کئے اور نقیب اسرہ نے دونوں مساجد کے باہر کارنر میٹنگز سے خطاب کیا نیز دونوں نمازوں کے درمیان سندھی مسلم سوسائٹی کے بازار میں بھی ہینڈ بلز تقسیم کئے گئے۔

اسرہ نمبر 3 ‘نقیب‘ فہد یونس۔ 3 رفقاء نے بعد از عصر قرطبہ مسجد بہادر آباد اور بعد از مغرب ریاض مسجد میں ہینڈ بلز تقسیم کئے اور نمازوں کے مابین بہادر آباد کے بازار میں ہینڈ بلز تقسیم کئے‘ مگر اس اسرہ کے تحت کارنر میٹنگز نہیں ہو سکیں‘ جس کی وجہ یہ ہے کہ عصر کے بعد قرطبہ مسجد میں اچانک ایک دوسری جماعت نے تقاریر شروع کر دیں اور مغرب کے بعد نقیب اسرہ کو اپنی کسی ذاتی مصروفیت کے بنا پر گھر پہنچنا تھا۔

اسرہ نمبر 4 ‘نقیب‘ نعیم فاروقی۔ اس اسرہ کے 4 رفقاء نے نماز عصر کے بعد مدنی مسجد ایڈمن سوسائٹی میں اور بعد ازاں بسم اللہ تقی ہسپتال کے اردگرد ہینڈ بلز تقسیم کئے جبکہ مذکورہ مسجد کے باہر حلقہ کے ناظم ذاتی رابطہ جناب خالد باری صاحب نے کارنر میٹنگز سے خطاب کیا نیز بازار میں ہینڈ بلز کی تقسیم سے پہلے کچھ دیر کے لئے راقم بھی اس اسرہ کے ساتھ تھا۔

اسرہ نمبر 5 ‘نقیب‘ محمد انور‘ نقیب اسرہ ذاتی مصروفیات کی وجہ سے اس پروگرام میں شریک نہ ہو سکے۔ لہٰذا راقم نے اسی اسرے کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کیا۔ اس اسرے کے 6 رفقاء نے اسامہ مسجد میں دو دروازوں پر کارنر میٹنگز کیں جن سے‘ ارشد کامل اور فراز احمد نے خطاب کیا اور باقی رفقاء نے ہینڈ بلز تقسیم کئے۔

اسرہ نمبر 6 ‘نقیب‘ سلطان کالیہ۔ اس اسرہ کے 7 رفقاء نے ڈیفنس ویو کی دو مساجد‘ مسجد قباء اور مسجد ستار میں کارنر میٹنگز کیں اور ہینڈ بلز تقسیم کئے۔

اسرہ نمبر 7 ‘نقیب‘ عبدالرزاق کوڈواوی۔ نقیب اسرہ کا ہفتہ وار درس نعمانیہ مسجد میں عصر کے بعد ہوتا ہے‘ لہٰذا معتمد تنظیم جناب ڈاکٹر الیاس کی ذمہ داری اس اسرہ کے ساتھ لگائی گئی تھی۔ اس اسرے نے دو مساجد میں کارنر میٹنگز کیں اور ہینڈ بلز تقسیم کئے۔

اس طرح مجموعی طور پر سوسائٹی تنظیم کے 39 رفقاء نے اس پروگرام میں بھرپور شرکت کی اور 9 مساجد میں اس کے مختلف رفقاء نے 9 مساجد میں کارنر میٹنگز سے خطاب کیا جبکہ 12 مساجد کے باہر اور 7 بازاروں میں تقریباً 4 ہزار ہینڈ بلز تقسیم کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے دین کی راہ میں ہماری ان ٹوٹی پھوٹی کوششوں کو اپنی رحمت سے مقبولیت کا درجہ عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

(ثاقب رفیع شیخ)

منفرد اسرہ عارف والا کا ماہانہ دعوتی و تربیتی اجتماع

منفرد اسرہ عارف والا تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کا ماہانہ تربیتی اور دعوتی اجتماع اکبری مسجد پاکپتن میں بعد نماز عشاء منعقد ہوا۔ اس تربیتی اجتماع کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ پہلا حصہ دعوتی اور دوسرا تربیتی۔ عارف والا کے تمام رفقاء بعد نمازِ مغرب اکبری مسجد پاکپتن سے ملحق وٹو سائیکل ورکس پر پہنچ گئے۔ نمازِ عشاء کے پہلے میزبان رفقاء کی طرف سے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر تمام رفقاء قبل نمازِ عشاء مسجد پہنچ گئے۔

پروگرام کے پہلے حصے کا آغاز نمازِ عشاء کے فوراً بعد پروفیسر ممتاز احمد وٹو کے درسِ قرآن سے ہوا۔ سورہ آلِ عمران کی آیات 102 تا 104 کے ترجمہ اور تشریح میں انہوں نے موجودہ حالات میں قرآنی تعلیمات سے اُمتِ مسلمہ کے لئے سہ نکاتی لائحہ عمل اور حدود آرڈیننس سمیت ملکی حالات کے تناظر میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کی طرف توجہ دلائی۔ مزید برآں مسلمانوں کے اندر باہمی اخوت و محبت اور خیر کی اجتماعیت کے قیام پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد نقیب اسرہ محمد ناصر بھٹی نے وائٹ بورڈ کی مدد سے ’’فرائضِ دینی کے جامع تصور‘‘ کی تفصیل سے وضاحت کی۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ اس نشست کا اختتام ساڑھے دس بجے چائے کے وقفہ پر ہوا جس کے دوران رفقاء اور احباب کا باہمی تعارف حاصل کیا گیا۔ عارف والا سے آئے ہوئے رفقاء کے ساتھ پاکپتن کے تمام رفقاء نے مسجد ہی میں رات کو قیام کیا۔

اجتماع کی دوسری نشست کا آغاز بوقت سحر تین بجے احباب نیند سے بیدار ہوئے اور ساڑھے تین بجے رفقاء نمازِ تہجد اور ذکر و اذکار میں مشغول ہو گئے۔ بعد ازاں نمازِ فجر ادا کی گئی‘ جس کے فوراً بعد راقم نے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے موضوع پر سورۃ النساء کی آیت نمبر 58 اور ایک حدیث مبارکہ کی روشنی میں گفتگو کی۔ بعد میں منظور احمد اختر نے سورۃ العصر کی تشریح کے ضمن میں ’’راہِ نجات‘‘ کا خلاصہ پیش کیا۔ ان کی پہلی کوشش تھی جو کہ کافی حد تک کامیاب رہی۔ ناشتہ کے بعد مشاورت ہوئی اور پروفیسر ممتاز احمد وٹو کو ناظمِ تربیت مقرر کیا گیا۔ ساڑھے آٹھ بجے دُعا کے ساتھ اجتماع کا اختتام ہوا۔ اور تمام رفقاء اپنی اپنی منزل کو روانہ ہو گئے۔

(مرتب: محمد اشرف)

فلک سیر (ٹورسٹ) ریزورٹ ساگز ریسٹورنٹ

ملم جبہ‘ سوات

9,600 فٹ بلندی پر واقع وادی سوات کے نہایت دلفریب اور پرفضا مقام ملم جبہ میں قیام و طعام کی بہترین سہولتوں سے آراستہ

جدید تعمیر شدہ شاندار ہوٹل

مینگورہ سے چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر اور سیاحت کارپوریشن پاکستان کی چیئر لفٹ سے چار کلومیٹر پہلے کھلے‘ روشن اور ہوادار کمرے‘ نئے قالین‘ عمدہ فرنیچر‘ صاف ستھرے ملحقہ غسل خانے‘

اچھے انتظامات اور اسلامی ماحول

رب کائنات کی خلاقی و صناعی کے پاکیزہ و دلفریب مظاہر سے قلب و روح کو شاد کام کرنے کا بہترین موقع

تحریکی بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت

فلک سیر کارپوریشن‘ جی ٹی روڈ‘ امان کوٹ‘ مینگورہ سوات

فون دفتر: 0946-725056‘ ہوٹل: 0946-835295‘

فیکس: 0946-720031

عراق کا المیہ

کچھ عرصہ سے عراق میں تشدد کی لہر شدت اختیار کر گئی ہے' اور وہاں کی انتظامیہ فسادات روکنے میں ناکام ثابت ہوئی ہے۔ عراق کی صورت حال دیکھ کر ہر حساس دل مسلمان افسردہ ہے۔ وہاں نفرت کا الاؤ اتنا بھڑک اٹھا ہے کہ رمضان المبارک کی آمد بھی اس کی شدت کم نہیں کر سکی۔ بغداد جہاں حکومت نے کرفیو نافذ کر دیا ہے' روزانہ ایک سو افراد قتل ہو رہے تھے۔ عراق میں لسانی بنیادوں پر مخالفین کے گھروں پر حملے روز کا معمول بن گیا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا ہے کہ چالیس ہزار سے زائد خاندان اپنے گھر چھوڑ کر ہجرت کر چکے ہیں اور ان گنت مسائل کا شکار ہیں۔

عراقی صورت حال کے بارے میں حال ہی میں تین رپورٹیں سامنے آئی ہیں۔ پہلی رپورٹ میں میری لینڈ یونیورسٹی (امریکا) نے عراقیوں میں ایک سروے کروایا۔ 1150 عراقیوں سے سوالات پوچھے گئے۔ ان میں مجموعی طور پر 71 فیصد عراقیوں کا کہنا ہے کہ امریکیوں کو ایک برس کے اندر اندر نکل جانا چاہیے۔

اس ضمن میں سب سے زیادہ خطرناک رپورٹ خود امریکی ادارے نیشنل انٹیلی جنس ایسٹی میٹس نے تیار کی تھی' جس کے کچھ حصے بش انتظامیہ نے جاری کیے ہیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ عراق میں امریکی موجودگی سے دہشت گردی مزید بڑھ گئی جبکہ ''اسلامی انتہاپسندی'' میں بھی اضافہ ہو گیا۔

تیسری رپورٹ اقوام متحدہ نے جاری کی ہے۔ اس کے مطابق بھی عراق ''موت کا ملک'' بن گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق صرف جولائی اور اگست میں 6599 عراقی فسادات میں مارے گئے۔ یہ تعداد پچھلے دو ماہ کے مقابلے میں دوگنی۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ تشدد کا یہ رجحان اس سے بھی بدتر ہے جو صدام حسین کے دور میں جاری تھا۔ آخر میں یہ حقیقت بھی پڑھ لیجئے کہ صرف امریکی فوج کے حملے اور قبضے کے باعث عراق میں تقریباً پچاس ہزار عراقی اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ عراقی مسئلے کا واحد حل یہ ہے کہ غیر ملکی افواج عراق سے نکل جائیں' تب ہی حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔

افغانستان میں خود کش حملہ

افغان دارالحکومت کابل میں 30 ستمبر کو ایک خود کش حملہ آور نے خود کو محکمہ داخلہ کے دفتر کے سامنے اڑا دیا۔ بم دھماکے سے بارہ افراد ہلاک اور بیالیس زخمی ہو گئے۔ طالبان کا کہنا ہے کہ یہ حملہ ریموٹ کنٹرول بم سے کیا گیا مگر افغان پولیس کا اصرار ہے کہ یہ خود کش حملہ تھا۔ یاد رہے کہ اس سال کابل میں کئی خود کش حملے ہوئے ہیں جس کے باعث شہری بڑے محتاط انداز میں زندگی بسر کرنے لگے ہیں۔

دوسری طرف افغان صدر' حامد کرزئی نے ایک بار پھر کہا ہے کہ اسامہ بن لادن افغانستان میں نہیں ہے۔ تاہم پاکستانی حکومت کا دعویٰ ہے کہ اسامہ افغان صوبوں' کنڑ یا نورستان میں چھپے ہوئے ہیں۔ امریکی خفیہ اداروں کا خیال ہے کہ اسامہ پاکستانی علاقے وزیرستان میں بھی ہو سکتے ہیں۔

اسرائیل کی لبنان سے واپسی

1 اکتوبر کو بالآخر اسرائیلی فوج مکمل طور پر جنوبی لبنان سے نکل گئی اور اب وہاں اقوام متحدہ کی امن فوج نے انتظام سنبھال لیا ہے۔ اس امن فوج میں زیادہ تعداد فرانسیسی فوجیوں کی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس کی موجودگی سے حزب اللہ پر کس قسم کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ شیخ حسن نصراللہ اعلان کر چکے ہیں کہ حزب اللہ ہرگز غیر مسلح نہیں ہو گی۔

گوربا چوف کی کھری باتیں

میخائل گورباچوف وہ روسی رہنما ہیں جن کے دور میں روسیوں نے کیمونسٹوں سے چھٹکارا پایا اور روس میں خاصی حد تک جمہوریت بحال ہو گئی۔ ان کے دور میں وسط ایشیا کے اسلامی ممالک آزادی کی نعمت سے فیض یاب ہوئے۔ 30 ستمبر کو اپنی 75 ویں سالگرہ پر گورباچوف نے تقریر کی اور امریکا کو تنقید کا نشانہ بنایا۔

گورباچوف کا کہنا ہے کہ امریکا نے بین الاقوامی معاملات میں یک رخ پالیسی اختیار کر لی ہے۔ موصوف نے دوران تقریر کہا کہ اسلامی دنیا سے دنیا کو کوئی خطرہ لاحق نہیں۔ عالم اسلام اس امر پر خوش نہیں کہ اُسے دوسرے جینے کا طریقہ سکھلا رہے ہیں۔

گورباچوف نے مزید کہا' یہ امر ناقابل قبول ہے کہ امریکا پوری دنیا کے نام پر مسائل حل کرنے لگے۔ ان کا اشارہ عراق' افغانستان میں جاری جنگوں اور ایرانی ایٹمی منصوبے کی طرف تھا۔

گورباچوف کا کہنا ہے کہ بمباری سے کبھی مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ مزید الجھ جاتے ہیں۔ انہوں نے ایک طاقت ور یورپ کی پیشین گوئی کی ہے جو امریکی آمریت کے خلاف ابھرے گا۔ ان کا یہ بھی خیال ہے کہ چین' روس اور برازیل بھی امریکا کو دنیا کا چودھری بننے سے روک سکتے ہیں۔ گورباچوف سمجھتے ہیں کہ گو امریکا سائنس وٹیکنالوجی کے لحاظ سے دنیا کا طاقت ور ترین ملک رہے گا لیکن اب وہ معاشرتی رہنما کا کردار ادا نہیں کر سکتا۔

ایران پر امریکی دباؤ میں اضافہ

امریکی کانگریس نے اس قانون کی منظوری دے دی ہے جس کے ذریعے ان ممالک پر تجارتی و معاشی پابندیاں لگائی جا سکیں گی جو ایران کے ساتھ تعاون جاری رکھے ہوئے ہیں اور اسے اسلحہ فروخت کر رہے ہیں۔ چونکہ عراق میں صورت حال بڑی خوفناک ہے' اس لیے قانون میں ایسی کوئی بات نہیں رکھی گئی جس سے بش حکومت کو ایران کے خلاف حملے کی اجازت مل جائے۔

روس اور چین دونوں ممالک ایران کے خلاف نئی بین الاقوامی پابندیاں لگوانے کے خلاف ہیں۔ اُدھر امریکی چاہتے ہیں کہ یورینیم کی افزودگی نہ روکنے پر ایران پر سخت پابندیاں عائد کی جائیں۔ ایرانی روس کے تعاون سے 800 ملین ڈالر کی لاگت سے ایٹمی ری ایکٹر تعمیر کر رہے ہیں۔ مزید برآں ایرانیوں کو جدید ترین روسی اسلحہ بھی مل رہا ہے۔ چین پر امریکیوں کا الزام ہے کہ وہ ایران کو جدید میزائل ٹیکنالوجی فراہم کر رہا ہے۔

فلسطین میں فساد

امریکا' اسرائیل اور ان کے حواریوں کی سازش کے باعث فلسطینی آج کل بڑے کربناک حالات سے گزر رہے ہیں۔ جب سے حماس برسر اقتدار آئی ہے' امریکا اور یورپی یونین نے فلسطین اتھارٹی کو دی جانے والی امداد بند کر دی ہے۔ اسی امداد کے ذریعے اتھارٹی کے ملازمین کو تنخواہیں دی جاتی تھیں۔ امریکا کا کہنا ہے کہ یہ امداد تبھی بحال ہو گی جب حماس اسرائیل کو بحیثیت مملکت تسلیم کرے گی مگر حماس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

تاہم یہ معاشی وار خاصا سخت ثابت ہوا ہے کیونکہ اتھارٹی کے ملازمین کو تنخواہیں نہیں مل رہیں اور وہ مظاہرے کر رہے ہیں اور سرکاری عمارتوں کو آگ لگائی ہے۔ حماس اور الفتح کے کارکنوں کے درمیان جھڑپوں کی اطلاعات بھی ملی ہیں۔ یوں امریکا اور اسرائیل اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ فلسطینیوں کو چاہیے کہ وہ دشمنوں کی چال سمجھیں اور ان کے جال میں نہ پھنسیں ورنہ انہیں کبھی آزادی نصیب نہیں ہو سکے گی۔

world, Islam is most surely going to become dominant all over the world, just as it had become dominant throughout the Arabian peninsula in the days of the Prophet (SAW).

If the above thesis is correct, and there is no reason to doubt its veracity, then we must also grasp and acknowledge its necessary and logical corollaries. This is of vital importance because otherwise we would be exposing ourselves to the danger of immense disappointment and frustration.

The first and the most important point to note is that, before the arrival of the final da'ee under whose leadership the struggle will reach its ultimate realization, all the initial and interim leaders are likely to be limited by, and suffer from, various types of imperfections. None of them will be infallible or faultless, and each one of them can have any number of defects in his understanding, perseverance, fortitude, and steadfastness. However, if they were to invest all their energies in the cause of Almighty Allah (SWT) with sincerity of intent (Ikhlas), then despite their failure in actually establishing the domination of Deen they would, nevertheless, be deemed triumphant in the Hereafter and would be thoroughly rewarded by their Lord. Insha Allah.

The realistic and perseverant attitude to adopt under these circumstances would be to continue the struggle for making the Deen of Allah (SWT) supreme, we may not be able to reach the ultimate goal ourselves, but at least we could pave the way for the next generation for onward and ever-closer march to it. To carry on the struggle in the next generation - courageous and steadfast Muslims are needed to come forward and dedicate their energies and resources for the continuation of the struggle for Islamic revival.

(Courtesy: The Statesman, The Frontier Post, The Nation.)

محترم بانیٔ تنظیم کی صحت کی کیفیت

رفقاء اور احباب کے لئے یہ اطلاع اطمینان کا موجب ہوگی کہ بحمد للہ' یکم اکتوبر کو بانیٔ تنظیم اسلامی' محترم ڈاکٹر اسرار احمد حفظہ اللہ ہسپتال سے گھر منتقل ہو گئے تھے۔ طبیعت مجموعی طور پر بہت بہتر ہے' تاہم بعد از علالت' کمزوری کا غلبہ ہے۔ گردوں کا فعل بھی خاصا متاثر ہوا ہے۔ ہم ان تمام رفقاء و احباب کے شکر گزار ہیں جنہوں نے اپنی خصوصی دعاؤں کا ایک حصہ بانیٔ محترم کے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔ اُن میں بہت سے وہ بھی ہیں جنہوں نے اس دوران ٹیلی فون پر یا بالمشافہ خیریت معلوم کرنے کی غرض سے رابطہ بھی کیا۔ امید ہے وہ آئندہ بھی اپنی نیک دعاؤں میں انہیں یاد رکھیں گے۔ فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء (عاکف سعید)

قابل رشک

مال کا بہترین مصرف

اس موقعہ پر عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کا قصہ یاد آیا کہ فروخ نامی ایک غیر معروف شخص جو آزاد شدہ غلاموں کے طبقہ سے تعلق رکھتے تھے' غالباً فوج میں ملازم تھے' لیکن اُس وقت مدینہ کی دولت کا یہ حال تھا کہ ادنیٰ ادنیٰ غلام سپاہی بھی تیس تیس چالیس چالیس ہزار دینار طلائی سکہ پس انداز کر سکتا تھا۔ سیَر کی اکثر کتابوں میں یہ واقعہ درج ہے کہ اپنی ساری جمع پونجی بیوی کو سپرد کر کے وہ کسی مہم پر طویل مدت کے لیے باہر چلے گئے۔ پندرہ بیس سال کے بعد واپسی ہوئی۔ جس وقت جا رہے تھے ان کی بیوی حاملہ تھیں۔ پیچھے لڑکا پیدا ہوا' نام ربیعہ رکھا گیا۔

اس نیک دل خاتون کے علمی ذوق کا حال سنیے کہ انہوں نے شوہر کے سارے اندوختہ کو بچے کی تعلیم و تربیت پر ختم کر دیا۔ اُس زمانہ کی تعلیم کیا تھی؟ یہی قرآن و حدیث کی خدمت۔ فروخ جب گھر واپس ہوئے تو لڑکا جوان ہو کر نہ صرف عالم بلکہ مسجد نبوی کے حلقہ ہائے درس کے ایک ممتاز ترین معلم کی حیثیت حاصل کر چکا تھا۔ امام مالکؒ امام اوزاعیؒ سفیان ثوریؒ جیسے لوگ جنہیں بعد کو امت میں امامت کا منصب عطا ہوا' وہ ان کے شاگردوں میں شریک تھے۔

فروخ نے' جو باہر سے بھی چار پانچ ہزار روپیہ کما کر لائے تھے' دو تین دن کے بعد بیوی سے اپنے گزشتہ پس انداز کا حساب دریافت کیا۔ بولیں کہ سب کو میں نے گاڑھ رکھا ہے' کچھ دم لے لو' تو انہیں نکالوں' لیکن ذرا کل تم صبح کی نماز کے بعد مسجد نبوی کے حلقہ ہائے درس میں گشت تو لگانا۔ دوسرے دن انہوں نے یہی کیا' ایک حلقہ میں پہنچے تو اللہ کی قدرت نظر آئی کہ ان کے لڑکے کو چاروں طرف سے شاگردوں کا حلقہ گھیرے ہوئے ہے۔ خوشی کے مارے پھولے نہ سمائے۔ گھر پہنچے اور بیوی سے حال بیان کیا۔ بیوی نے کہا' کہو روپیہ لینا چاہتے ہو یا ایسا عالم لڑکا؟ میں نے تمہارے روپے اس کی تعلیم پر خرچ کر دیئے۔ فروخ نے اپنی بیوی کے فعل کی تحسین کی۔

(ماخوذ از ''تدوینِ حدیث'' مؤلف' علامہ سید مناظر احسن گیلانی)

بقیہ: **اداریہ**

''فرینڈز ناٹ ماسٹرز'' کے مصنف کو عبرت کا نشان بنا دیا تھا۔ سوویت یونین کو ذلیل و خوار کر کے افغانستان سے نکالنے میں مدد دینے والے اپنے دوست ضیاء الحق کو فضا میں جلا کر راکھ کر دیا تھا۔ صدر محترم! اگر آپ روشن خیالی کے دل سے قائل ہیں تو کاش آپ نے کتاب لکھنے سے پہلے الکتاب کا مطالعہ کر لیا ہوتا تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ اسلام سے زیادہ روشن خیال دین کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام سے آگے بھی تاریکی ہی تاریکی ہے اور اسلام سے پیچھے بھی اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ اللہ کے نزدیک تو اسلام ہی پسندیدہ دین ہے۔ یاد رکھے' الکتاب کی روشنی اور رہنمائی میں کتاب لکھنے والا کبھی گمراہ نہیں ہوگا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایک مسلمان مصنف کی دنیوی اور آخرتی سرخروئی کے لئے کتاب اور الکتاب کا رشتہ لازم اور ناگزیر ہے۔

Vol: 15 Regd. No. LRL -50 No. 37

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Stewart Bell

The Achievements of the Islamic Revivalist Struggle and the Main Task Ahead

It is impossible to reflect on the conditions prevailing in Pakistan without feeling the pain of disappointment and dejection, even despair. We ponder the past and present of our homeland, and what do we find? We find a country that owed its very creation to Islam choosing the path of secularism. We find a country that was meant to be the starting point for pan-Islamic unity is being torn apart by its own lack of vision and direction. In view of all this, is it any wonder that apathy and cynicism are rapidly becoming our national traits?

The most significant task ahead, at the moment, is to keep intact and alive the Islamic revolutionary thought - the active and dynamic concept of Deen which has been revived in the past century after a fairly long period of stagnation and neglect. This task is especially important in view of the fact that the intellectual milieu of our times is not at all conducive to the revolutionary concept of religion. There are persons who are bent on harming and discrediting the dynamic and revolutionary concept of Islam. Modern intellectuals of Islam have somehow managed to deduce, from the Treaty of Hudaibiyyah, a rationale for the permanent state of peaceful coexistence between Al-Haq and Al-Batil and, from the Treaty (or Meethaq) of Madinah, an argument for the contemporary secular system of politics and governance. The basic principle of the secular polity is that religion is the private affair of the individual, and secularism in its "tolerance" and "broad-mindedness" is perfectly willing to allow all religions to survive under its umbrella. The only real challenge to secularism is the Islamic revolutionary thought, the idea that it is not enough to practice Islam in the personal life unless the teachings of the Qur'an and Sunnah are implemented in their totality in the social, cultural, legal, economic, and political fields as well. It is the Qur'anic imperative to make Islam dominant over all man-made systems of life, all over the world, that poses the real threat to the secular mode of life. This is precisely why the secular West is willing to go out of its way to oppose the radical thought of Islam and to encourage and patronize its narrow and static concept - an Islam that restricts itself within the precincts of the mosque and the seminary. It is only when a Muslim starts talking about the parliament, the marketplace, and the court that he is labeled as a dangerous "fundamentalist," even a "terrorist."

When the dynamic and revolutionary teachings of Islam started to inspire and ignite the Muslim consciousness - as a result of the efforts by Allama Iqbal, Maulana Azad, Allama Mashriqi, and Maulana Maududi - the old and stagnant religiosity also reacted and asserted itself . During the course of our thirteen centuries of decline and deterioration, and mainly as a result of it, the roots of the static and narrow conception of Deen had penetrated deep within our collective psyche. One manifestation of this kind of religiosity was the failure of Maulana Abul Kalam Azad in motivating and mobilizing the Ulama with regard to his struggle for Hukumat-e-Ilahiyyah, even though he enjoyed the support of as great and as well-respected a personality as Maulana Mahmood Hasan Deobandi.

It was none other than the great and remarkable personality of Allama Iqbal who must be credited with demolishing the whole edifice of this static concept of Islam. Without his moving and dynamic poetry preparing the ground, subsequent leaders would not have succeeded in launching their movements on the basis of the revolutionary teachings of Islam. We are therefore required to defend the dynamic and revolutionary teachings of Islam with all our ability, and to harmonize our struggle in line with the Prophetic model, because the guidance of the Seerah of Prophet Muhammad (SAW) represents the only unfailing path to Islamic renaissance! We should realize that the prevailing state of temporary nonsuccess being suffered by the various revivalist movements is itself a potential threat to the very credibility of the Islamic revolutionary thought. There is, however, a compulsion in respect of dynamics of the Islamic revivalist struggle that the process cannot be completed in just a decade or two. The Islamic movement will reach its culmination only after a long and arduous struggle spanned over several generations. History shows that every genuine revolution requires a fairly long time to mature. It must be accepted that the "miracle" of the entire revolutionary process getting completed within a single human life-span, and under the guidance of a single leader, is not going to repeat itself. The task of establishing the ascendancy of Islam, in our day and age, will be achieved in several phases; several successive "movements" will be involved in this struggle, each carrying the goal of Islamic ascendancy one more step closer to actuality.

However, keeping in view the pointers of the Qur'an and the sayings of the Prophet (SAW), a believer can have no doubt whatsoever that, before the end of the